عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۱۱
ذوالقعدہ
۱۴۲۰ھ
فروری
۲۰۰۰ء

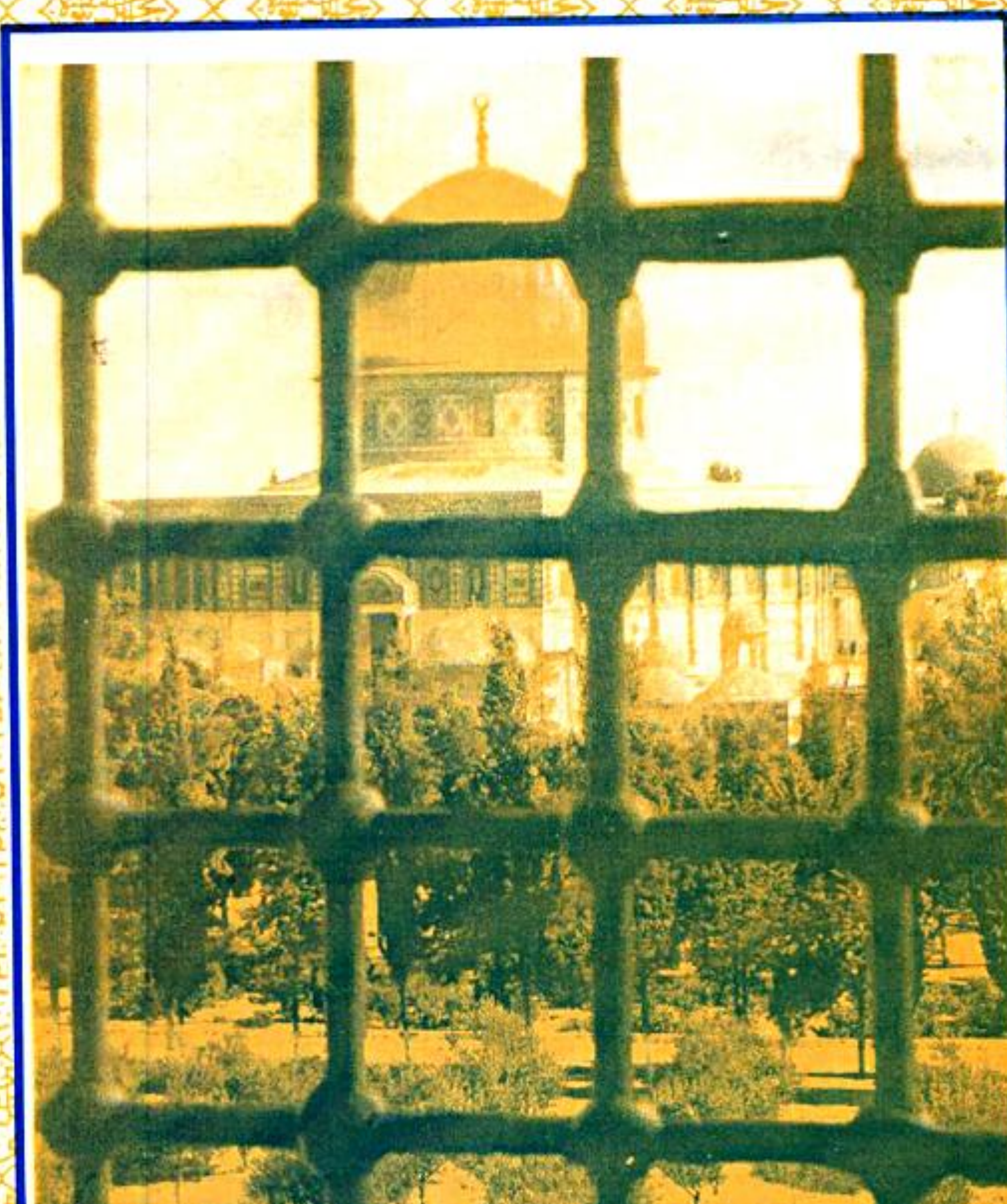

بسلسلہ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۳۶ ج ۳ / ۱۱

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیرِ طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلسِ منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی ناقص کارکردگی	اداریہ	3
حضرت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ	ادارہ	5
حضرت مولانا عبدالحی بہلویؒ کا وصال	ادارہ	6
نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے حادثاتی لمحے	مولانا اختر امام عادل	8
ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ	مولانا عبدالسلام ندوی	18
تحریک ختم نبوت 1953ء کا پس منظر	خطاب : حضرت جالندھریؒ	21
مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا سانحہ ارتحال	صاحبزادہ طارق محمود	39
حقیقت حج	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	42
حضرت علی المرتضیٰؓ	مولانا قاضی احسان احمد	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	57
تبصرہ کتب	ادارہ	62

اداریہ

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی ناقص کارکردگی!!!

ہر دفعہ عید الفطر کے موقع پر رویت ہلال کمیٹی متنازعہ بن جاتی ہے۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا۔ ہمیشہ کی طرح پشاور سمیت مختلف علاقوں میں عید الفطر مختلف دنوں میں ہوئی۔ یوں عوامی سطح پر رویت ہلال کمیٹی کو نہ صرف تنقید کا نشانہ بنایا گیا بلکہ خوشی کے مذہبی تہوار کے موقع پر غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ جو ایک فطری رد عمل تھا۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی وجہ سے مسلمانان پاکستان عظیم اسلامی تہوار کے موقع پر مختلف گروپوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یہ تقسیم علاقائیت کی بنیاد پر ہوتی ہے جو قومی یکجہتی اور ملی وحدت کے منافی ہے۔

اپنی غیر تسلی بخش کارکردگی کی وجہ سے مرکزی رویت ہلال کمیٹی عوام میں اپنا اعتماد کھو چکی ہے۔ اس مرتبہ عید الفطر کے چاند کے مسئلہ پر اختلافات کھل کر سامنے آئے ہیں۔ اب تو مختلف حلقوں کی جانب سے رویت ہلال کمیٹی کے توڑ دیئے جانے کا مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی، صوبائی رویت ہلال کمیٹیوں کو اعتماد میں کیوں نہیں لیتی۔ اس وقت ہفت روزہ صوت الاسلام کا پرچہ ہمارے سامنے ہے جس میں مولانا محمد یوسف قریشی ممبر صوبائی رویت ہلال کمیٹی نے چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی ہٹ دھرمی کے حوالہ سے جو کچھ رقم کیا ہے وہ قابل غور اور لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا موصوف کا کہنا ہے کہ چیئرمین صاحب نے شب 7 بجے ہی عدم رویت ہلال کا اعلان کر دیا حالانکہ دوران اعلان ہی بنوں سے چاند نظر آنے کی خبر موصول ہوئی۔ وہاں میں دو حافظ قرآن اور ایک امام مسجد بھی شامل تھے۔ تعجب ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو اتنی عجلت میں اعلان کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ دوم یہ کہ چاند سے متعلق ملنے والی شہادتوں پر سرے سے غور ہی نہیں کیا گیا۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور ہم چاند دیکھنے کے لئے جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ رویت ہلال کمیٹی کو توڑنا حل نہیں یہ محض ماہرین فلکیات اور موسمیات کا کام نہیں بلکہ چاند ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ شرعی گواہی پر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ رویت ہلال کمیٹی کو عصر حاضر کے جدید تقاضوں کی بنیاد پر منظم و مستحکم کیا جائے۔ رویت ہلال کمیٹی کو موثر بنانے کے لئے ضروری

ہے کہ تمام مکاتب فکر کے بااثر، باصلاحیت اور احساس ذمہ داری رکھنے والے متحرک اور فعال علماء کے علاوہ مختلف محکموں بالخصوص ائرفورس، نیوی، ماہرین فلکیات و موسمیات کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ رویت کا فیصلہ شرعی اور سائنس دونوں بنیادوں پر ہونا چاہئے۔

جو لوگ عالم اسلام کے لئے ایک ہی عید کی تجویز پر زور دے رہے ہیں ان کی تجویز دینی اقدار اور روایات سے مذاق کے مترادف ہے۔ بعض دینی رہنماؤں نے تو رمضان کا روزہ اور عید کا مذہبی تہوار سعودی عرب سے منسلک کرنے کی تجویز بھی پیش کی ہے۔ جو بظاہر پرکشش ہے کیونکہ مکہ و مدینہ کو دنیائے اسلام کے روحانی مراکز کی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن یہ بات شریعت کے منافی اور قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ملک میں سحر و افطار کا وقت ایک نہیں۔ پاکستان میں لاہور اور کراچی میں آدھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اسی طرح زمین کی گردش اور محل وقوع کے لحاظ سے ضروری نہیں کہ چاند کی بنیاد پر ایک ہی عید ہو۔ ہم لوگ خواہ مخواہ صوبہ سرحد والوں پر الزام عائد کردیتے ہیں کہ وہ تو سعودی عرب کے ساتھ روزہ رکھتے اور عید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مفروضہ ہے۔ ماضی میں بعض دفعہ ہم خود سعودی عرب کے ساتھ عید کرتے رہے ہیں صوبہ سرحد کے لوگ بہتر مسلمان ہیں اور وہاں کے علماء نے اس سال عید کا فیصلہ شرعی گواہوں کی بنیاد پر کیا ہے۔ اس لئے انہیں معطون کرنا قطعی نامناسب ہے۔

پورے عالم اسلام کو ایک عید پر کیسے متفق کیا جاسکتا ہے۔ محض اس بناء پر کہ دنیا بھر کے عیسائی اپنا مذہبی تہوار ایک دن میں مناتے ہیں۔ کل کو نماز کے متعلق بھی یہی تجویز دی جاسکتی ہے کہ قدرت کے نظام الاوقات کے تحت اذانوں، تکبیروں، نمازوں اور عیدوں کا سلسلہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاری ہے۔ یہ قدرت کاملہ کی کرشمہ سازی ہے کہ دنیا کے ہر خطہ، ہر علاقہ اور ہر ملک میں ہر وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام بلند ہو رہا ہے۔ یہ اللہ کا تکوینی نظام ہے۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو ختم کرنے کی بجائے از سر نو منظم کیا جائے اس کے لئے ایک مربوط نظام اور منظم طریقہ کار وضع ہونا چاہئیے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو صرف: "نشستن گفتن برخاستین" تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔ صوبائی رویت ہلال کمیٹیوں کے ساتھ رابطہ اور مکمل ہم آہنگی ہونی چاہئیے۔ علاوہ ازیں ضلعی اور ڈویژنل سطح پر رویت ہلال کمیٹیوں کو موثر اور فعال بنانا بھی ضروری ہے۔ بیشتر دور دراز اور بالخصوص پہاڑی علاقوں میں رابطہ کے فقدان اور سواری نہ

ہونے کے باعث شرعی شہادتیں رویت ہلال کمیٹی تک نہیں پہنچ پاتیں۔ ضلعی رویت ہلال کمیٹیوں کی اکثر یہ شکایت ہوتی ہیں کہ انہیں ناقص ٹیلی فون اور خراب دوربین دی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان شکایات کا ازالہ ہونا ضروری ہے۔ جدید وسائل کی موجودگی میں ہی چاند کے متعلق حتمی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

آہ! حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی نور اللہ مرقدہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ' دیرینہ رفیق' سندھ کی ہردلعزیز دینی شخصیت' مدبر' معاملہ فہم' زیرک بزرگوں کی روایات کے امین' شعلہ نواء خطیب' مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی 21 جنوری بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب تقریباً 7 بجے شام پنوں عاقل ضلع سکھر میں انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۰

مولانا سندھ کی معروف خانقاہ عالیہ درگاہ ہالیجی شریف کے خانوادہ کے چشم وچراغ تھے۔ مولانا جمال اللہ صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت مولانا نذیر حسین مرحوم سے حاصل کی۔ مولانا نذیر حسین صاحبؒ برصغیر کی تقسیم سے قبل کے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں سے جماعتی تعلق تھا احرار رہنما مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حکم پر مولانا نذیر حسین صاحبؒ نے اپنے بیٹے مولانا جمال اللہ صاحبؒ کو جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخل کرایا۔ آپ نے حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ و حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ سے حدیث شریف پڑھی۔ جامعہ خیر المدارس سے فارغ ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نظام تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ شکارپور' جیکب آباد آپ کا حلقہ تبلیغ مقرر ہوا۔ آپ پندرہ دن اپنے حلقہ میں اور پندرہ دن مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندریؒ کے ساتھ تبلیغی پروگراموں میں شریک ہوتے۔ حضرت جالندھریؒ کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا۔ خالص جماعتی ذہن تھا۔ ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں' اداروں کے کام کو اپنا کام سمجھتے تھے۔ سندھ میں کہیں پر کوئی بے دین سر اٹھاتا اس کے تعاقب کے لئے کمربستہ ہوجاتے۔ قدرت نے آپ کے پہلو میں حساس دل رکھا تھا وہ دین کے کسی بھی مسئلہ میں رواداری کی بجائے دینی غیرت پر عمل پیرا ہوتے۔ بڑے بڑے معرکے سر کیئے مگر خود کبھی کسی طاغوتی طاقت کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے۔ غرض ایک مجاہد داعی میں دینی حمیت کی جو خوبیاں ہونی چاہئے تھیں وہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نے نصف صدی میں بڑے بڑے اکابر کی

نہ صرف زیارت کی بلکہ ان سے کسب فیض بھی کیا اور پھر ان کے فیض کو عام کرنے میں دربدر' قریہ قریہ' شہر شہر' گلی گلی' دیوانہ وار پھرے۔ کراچی سے اسلام آباد تک اور پشاور سے بہاول پور تک درودیوار گواہ ہیں کہ آپ نے انتہائی سادہ مگر دلوں میں اترنے والی آواز حق سے لوگوں کے دلوں کو منور کیا۔ مسلمانوں کے لئے ابریشم سے بھی زیادہ نرم تھے مگر دین کے دشمنوں کے لئے ننگی تلوار تھے۔ جہاں آپ اڑ گئے بڑے بڑے جغادریوں کے پتے پانی ہو جاتے تھے۔ کفر آپ کے نام سے کانپتا تھا۔ قادیانیت کو سندھ میں آپ نے گالی بنادیا تھا۔ اوباڑہ سے کنری تک کہیں قادیانیوں کو آپ نے چین نہ لینے دیا۔ آخر کیوں نہ ہوتا خاندانی تعلق بالیجی تھا استاد مولانا خیر محمد جالندھریؒ تھے مرتی حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ تھے بیعت شفقت حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کا تھا اور دعائیں حضرت مولانا عبدالکریمؒ بیر شریف والوں کی تھیں۔ اعتماد آپ پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ فرماتے تھے۔ ان نسبتوں نے آپ کو جلاء بخشی اور قدرت حق کے کرم واحسان سے ہر میدان آپ کے ہاتھ رہا۔

پچپن سال عمر پائی ہوگی گذشتہ سے پیوستہ سال قدرت نے آپ کو مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ کی حاضری کا موقع فراہم کردیا۔ کچھ عرصہ سے شوگر کا حملہ ہوا۔ جگر گردہ کے نظام میں خلل پڑا لیکن آخر وقت تک قدرت نے کسی کا محتاج نہ کیا۔ بیماری وعلاج ساتھ ساتھ چلتے رہے آخر مسافر منزل کو پاگیا۔ پنوں عاقل کے قریب گاؤں میں آپ کا جنازہ ہوا۔ بالیجی شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں عبدالصمد صاحب مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ اندرون سندھ جس شخص نے آپ کی وفات کی خبر سنی دل مسوس کر رہ گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جمعیت علماء اسلام سے وابستہ اکابرین واصاغرین تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر جانے والے ایسی جگہ چلے گئے جہاں ہم سب کو جانا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

مولانا عبدالحی بہلویؒ کا وصال

قطب وقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے جانشین مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحی بہلویؒ مہتمم جامعہ بہلویہ شجاع آباد 28 جنوری 2000ء بروز جمعہ گیارہ بجے ستر سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے مریدوں وشاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی۔ آپ بہت ہی خدا رسیدہ بزرگ عالم دین اور فرشتہ سیرت ولی کامل تھے۔ انتہائی بے نفسی کے ساتھ آپ نے مخلوق خدا کو نفع پہنچایا۔ آپ کی عنداللہ مقبولیت کا بڑا ثبوت آپ کے جنازہ کا اجتماع تھا کہ دور افتادہ دیہاتی شہر شجاع آباد کے مضافات میں ہزاروں افراد جمع ہو گئے جن میں اکثریت اہل علم اور صلحاء کی تھی۔ ملتان' مظفر گڑھ' بہاول پور' جھنگ' سرگودھا' رحیم یار خان' وہاڑی' لودھراں کے اضلاع سے علماء و مشائخ نے بڑی عقیدت کے ساتھ جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کو آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ بہلویہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

❀❀

حب گوہر و معجون مقوی خاص

عرصہ چالیس سال سے آزمودہ

اعصابی و جسمانی کمزوری کا شافی علاج
قیمتی اجزا' کستوری' عنبر' زعفران' سونا
اور دیگر قیمتی جڑی بوٹیوں کا مرکب

30 یوم کا کورس بمعہ خرچہ پارسل
=/465روپے
قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔

ہر قسم کے طبی مشورہ کے لئے تفصیلاً حالات بمعہ جوابی خط ارسال کریں۔
نیز ایسے اصحاب جو اپنی کمزوری کے سبب مایوس ہوں وہ ہم سے رابطہ کریں۔ زنانہ و مردانہ امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔

پتہ : حکیم رشید احمد موری گیٹ قصور پاکستان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حادثاتی لمحے

مولانا اختر امام عادل

خدا کا بھید خدا ہی جانتا ہے' جو جتنا اس سے قریب وہ اتنا ہی امتحان سے دوچار ہوتا ہے۔ جس کے لئے سب کچھ بنایا گیا' جو ساری دنیا کو خوشیاں بانٹنے کے لئے آیا' جس کے دم قدم سے سارے عالم کو جلا ملا' جس کے نفس مسیحائی سے ہر بلا ٹل جاتی تھی' جو سارے عالم کے لئے گلدستہ رحمت بن کر آیا' جس کا دل کسی کا دکھ درد دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا' جس کو ایک عورت کی مامتا کا اتنا خیال کہ روتے بچے کی آواز سن کر اپنی نماز مختصر کر دے' اسی صنف نسواں کی ایک فرد ابولہب کی بیوی اس کے راستے میں کانٹے بچھاتی' جس کو قوم کے بچوں سے اتنا پیار کہ راہ چلتے کوئی بچہ مل جاتا تو اس کو اٹھا کر گلے لگا لیتا' چومتا اور بوسہ دیتا' طائف میں اسی قوم کے بچوں نے اپنے بڑوں کے اکسانے پر آپ ﷺ پر پتھر برسائے کہ رحمت مجسم ﷺ کا پورا جسم لہولہان ہو گیا۔

ایک موقع پر خود رحمت عالم ﷺ نے اپنے ان صبر آزما حالات کی طرف اشارہ فرمایا' حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں مجھے اتنی تکلیفیں دی گئیں کہ کسی اور کو اتنی نہیں دی گئیں۔ اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گذرے کہ میرے اور بلالؓ کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے' سوائے اس کے جو بلالؓ اپنی بغل کے اندر چھپا رکھتا تھا۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ایک سوال پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں وہ پہنچیں' لیکن میرے لئے سب سے زیادہ سخت دن وہ تھا' جس دن میں نے اپنے آپ کو عبدیالیل کے بیٹے پر پیش کیا۔ اس نے میری بات کو قبول نہیں کیا' میں وہاں سے انتہائی غمگین اور رنجیدہ واپس ہوا۔'' (سیرۃ المصطفیٰ' مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ص ۸۷ ج۱)

عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ برابر مغموم رہتے تھے۔'' (اسوۂ رسول ص ۷۳)

اس کیفیت میں جہاں فکر آخرت' فکر امت' مشاہدۂ تجلیات اور ترقی درجات کا دخل تھا' وہیں قوم

کی طرف سے پیش آنے والے ناخوشگوار واقعات کا بھی حصہ تھا اور یہ ایک فطری بات تھی، جس قوم کی دعوت وہدایت کے لئے آپ ﷺ کو بھیجا گیا تھا اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ :

" یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته ۰ مائدہ ٦٧ "﴿ترجمہ :اے پیغمبر ﷺ !جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ اپنی قوم تک پہنچایئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ کی تبلیغ رسالت کا عمل ناقص رہ جائے گا۔﴾

اس لئے اس ذمہ داری سے بہر حال آپ کو سبکدوش ہونا تھا، مگر قوم کا حال یہ تھا کہ وہ ایک بات سننے کو تیار نہ تھی۔ جس قوم کو پیار و محبت سے قریب لانے کا حکم تھا اس کے پاس رسول رحمت ﷺ کے لئے سوائے نفرت وعداوت کے کچھ نہ تھا۔ اس کی تو کوشش تھی کہ :

" لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون ۰ حم سجدہ٢٦ "﴿ترجمہ : اس قرآن پر کان نہ دھرو اور شور مچاؤ تاکہ تمہیں غلبہ حاصل ہو۔﴾

اس صورت حال سے رحمت دو عالم ﷺ کو کتنا صدمہ پہنچا ہوگا ؟ اور آپ کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی ؟ وہ اندازے سے باہر ہے۔

حضور ﷺ بے شمار بلند اقدامات وکمالات کے مالک تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات ہی میں عرب پر اخلاقی فتح کے ساتھ سیاسی فتح بھی حاصل کی اور ایک شاندار اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ اس کے علاوہ آپ کو اور بھی بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئیں لیکن ان کے پیچھے کتنا طویل آزمائشی دور آپ پر گزرا ہے اور کتنے سخت حالات کا آپ ﷺ نے سامنا کیا اور کتنی استقامت کے ساتھ آپ ﷺ نے ان کا مقابلہ کیا وہ سیرت طیبہ کا اہم ترین باب ہے۔

ہمارے سامنے سیرت طیبہ کا یہ حصہ بھی رہنا چاہیئے۔ اس میں قیامت تک کے لئے عبرت وموعظت اور تسلی وتشفی کا سامان موجود ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں کم وبیش پریشانیاں آتی ہیں، پریشانی کے سخت ترین لمحات میں اگر انسان حضور اکرم ﷺ کی پریشانیوں کا خیال کرے اور ایک طرف حضور ﷺ کی حقیقی عظمت کا تصور کرے اور دوسری طرف واقعات کی شدت وکرب کا اور پھر اپنا ان سے موازنہ کرے تو اس کو اپنا غم غلط ہوتا ہوا محسوس ہوگا۔

ے سلام اس پر کہ جس نے زخم کھاکر بھی عطائیں کی
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دی

آپ ﷺ کی ظاہری حیات دنیوی کا آغاز یتیمی کے ساتھ ہوا۔ آپ بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ (زرقانی ص ۱۰۹ 'مستدرک حاکم ص ۶۰۵ ج ۲)

اس دور میں یتیمی کو ایک بدنما داغ سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح آپ کی زندگی کا آغاز ہی حادثاتی تھا جو اس دور کی روایت کے مطابق بہت سی المناکیاں اپنے ساتھ لایا تھا۔ جس سوسائٹی میں آپ ﷺ نے جنم لیا تھا اس میں یتیم کا کوئی مقام نہ تھا اور نہ اس کا کوئی حق مانا جاتا تھا' یوں تو پوری قوم ہی ناخواندہ تھی لیکن اگر اس کے یہاں بچوں کے پڑھنے پڑھانے کا مزاج بھی ہوتا تب بھی یتیم کے لئے جو صورت حال قائم تھی اس میں کسی یتیم کی تعلیم و تربیت کا تصور بھی ممکن نہ تھا۔

ان حالات میں ایک یتیم پر نبوت بلکہ ختم نبوت کا بوجھ ڈالنا اور صرف مکہ یا عرب کو نہیں بلکہ سارے عالم کو دعوت دینے کی ذمہ داری دینا کس قدر آزمائشی مقام تھا۔ مگر آپ ﷺ نہ صرف اس آزمائش میں پورے اترے بلکہ یتیم کو در یتیم بنا دیا۔ آپ ﷺ نے اس بدنما داغ کو نشان محبت و افتخار سے بدل دیا اور دنیا کے یتیموں کو وہ مقام دیا جو انسانی تاریخ میں کسی قائد و پیشوا نے نہیں دیا۔

یارب صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبك خیرالخلق کلهم

آپ ﷺ کے بچپن کی وہ گھڑی بھی کتنی المناک ہے جب چند روز ماں کا اور پھر ثوبیہ کا دودھ پینے کے بعد شرفائے عرب کے دستور کے مطابق شیر خواری کے لئے قبائلی عورتوں کے حوالہ کرنے کا نمبر آیا۔ تو مکہ آئی ہوئی بنو سعد کی تمام عورتوں نے آپ کو لینے سے انکار کر دیا کہ یہ یتیم بچہ ہے اس کے گھر والوں سے کوئی معقول انعام ملنے کی توقع نہیں ہے۔ آپ ہر عورت کے سامنے پیش کئے گئے مگر آپ کی غربت و یتیمی آڑے آگئی۔

ایک حلیمہ سعدیہؓ ہی وہ خاتون بچ گئیں جن کے حصے میں اتفاق سے کوئی بچہ نہیں آیا اور ان کو گوارا نہ تھا کہ ساری عورتیں ساتھ میں بچہ لے کر جائیں اور وہ خالی ہاتھ واپس ہوں۔ انہوں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں اس یتیم بچے کو لانا چاہتی ہوں۔ شوہر نے کہا حرج نہیں 'شاید یہ ہمارے لئے باعث خیر و برکت

ہو۔(سیرۃ ابن ہشام ج ا ص ۱۵۶ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۱)

سوچنے کی بات ہے کہ جو بچہ مقصود کائنات تھا' بزم کون ومکاں کی ساری رونق جس کے دم سے قائم تھی اور جو نہ ہوتا تو دنیا کی کوئی عورت ایک بچہ بھی جنم نہ دے سکتی تھی۔ بلکہ زمین وآسمان کا یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا: "لولا محمد ماخلقت السمٰوٰت والارضین ۰ مستدرک حاکم" (ترجمہ: اگر محمد نہ ہوتے تو میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا نہ کرتا۔)

آج اسی بچے کو لینے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ دائی حلیمہ کی قسمت نے ان کا ساتھ دیا اور مقدر نے ان کی یاوری کی اور وہ اس منزل پر پہنچ گئیں جہاں بظاہر بڑے بڑے نصیب والی عورتیں نہ پہنچ سکیں۔ جس کا احساس حلیمہ کے شوہر کو تھوڑی دیر کے بعد ہو گیا۔ وہ بول اٹھے: "حلیمہ سمجھ لو! تم کو بہت مبارک بچہ مل گیا ہے۔(سیرۃ ابن ہشام)

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد ﷺ سجایا گیا
پھر اسی نقش سے روشنی مانگ کر بزم کون ومکاں کو سجایا گیا

ماں کی ممتا سے محرومی

باپ کا سایہ پیدائش سے قبل ہی سر سے اٹھ گیا تھا۔ ایک ماں کی ممتا تھی چھ سال کی عمر میں وہ بھی چھن گئی۔ والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ام ایمن کے ہمراہ مدینہ گئی تھیں۔ ایک ماہ کے قیام کے بعد مدینہ سے واپس آرہی تھیں کہ راستہ میں مقام ابواء پر حالت مسافرت میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ اور اپنے لاڈلے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر گئیں۔ اور یہ آغوش مادر وہیں کی آغوش خاک میں ہمیشہ ہمیش کے لئے دفن ہو گئیں: انا للہ وانا الیہ راجعون (زرقانی ص ۱۶۳ ج ۱)

یعنی سارے سہارے ایک ایک کر کے ٹوٹتے جارہے ہیں۔ دل دنیا سے اٹھتا جارہا ہے۔ محبت واعتماد کے تمام ظاہری طلسم بکھرتے جارہے ہیں اور خالص خدا کے ساتھ تعلق کا سامان کیا جارہا ہے۔ لیکن ایک ننھے معصوم بچے کی حیثیت سے دیکھئے تو یہ کتنا بڑا سانحہ ہے؟ جس بچہ کا نہ باپ اور نہ ماں' سوسائٹی میں وہ بچہ کتنا قابل رحم ہو جاتا ہے؟۔

دادا کا سہارا

حالت غربت ومسافرت میں ماں بھی دنیا سے چلی گئیں۔ ساری زندگی کا سفر اپنی جگہ ابھی تو ابواء

سے مکہ تک کا سفر سامنے ہے۔ ام ایمن نے آپ کو آپ کے دادا عبدالمطلب کے پاس پہنچادیا۔ جن کی عمر اس وقت اسی' تراسی' ترانوے' ایک سو سات یا ایک سو سترہ سال تھی۔ (مختلف اقوال ہیں)

عبدالمطلب نے آپ کو پورا پیار دیا۔ اپنے بچوں سے زیادہ آپ کا خیال رکھا۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے۔ مسجد حرام جاتے تو یتیم پوتے کو بھی ساتھ لے جاتے اور کعبہ کی دیواروں کے سائے میں عبدالمطلب کے لئے ایک خاص فرش بچھایا جاتا جس پر کسی کو بھی قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ خود عبدالمطلب کی اولاد کو بھی نہیں۔ مگر یتیم پوتا اس پر بے تکلف بیٹھ سکتا تھا۔ عبدالمطلب کے لڑکے اس کو ہٹانا چاہتے تو عبدالمطلب روک دیتے اور کہتے کہ خدا کی قسم میرے اس بیٹے کی شان نرالی ہے۔ عبدالمطلب آپ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتے تھے۔

کندیر بن سعید اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اسلام سے قبل میں حج کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص طواف میں مصروف ہے اور یہ شعر گنگنا رہا ہے:

ردّ الی راکبی محمداً
یارب ردہ وا صطنع عندی یداً

اے اللہ! میرے سوار کو واپس بھیج دے اور مجھ پر عظیم احسان فرما۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عبدالمطلب ہیں۔ اپنے پوتے "محمد" کو گمشدہ اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے۔ کیونکہ ان کو جس کام کے لئے بھیجتے ہیں اس میں کامیابی ضرور ہوتی ہے۔ پوتے کو گئے ہوئے دیر ہو گئی ہے اس لئے بے چین ہو کر یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔ کچھ دیر گزری تھی کہ آپ واپس آگئے اونٹ آپ کے ہمراہ تھا۔ دیکھتے ہی عبدالمطلب نے آپ کو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا! میں تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہو گیا۔ اب میں تم کو کبھی اپنے سے الگ نہ ہونے دوں گا۔ (مستدرک ص ۶۰۳ ج ۲' سیرۃ المصطفیٰ ص ۷۸ ج ۱)

مگر بوڑھے عبدالمطلب کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔ ابھی دادا جان کے زیر سایہ رہتے ہوئے دو سال ہی گزرے تھے کہ سب سے زیادہ چاہنے والے دادا جان بھی آپ کو دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔

ام ایمن کہتی ہیں کہ جب عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو دیکھا کہ آپ جنازے کے پیچھے پیچھے روتے جا رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۷۴' ۷۵ ج ۱)

آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ مگر اتنی ہی عمر میں آپ کو صدمے سہنے پڑے۔ بھروسے کے

کتنے بند ھن ٹوٹتے چلے گئے۔ فانی بدایونی نے اپنی سطح سے اپنی کیفیات کی ترجمانی کی ہے' در یتیم علیہ السلام کا تو کہنا ہی کیا:

منزل عشق پہ تنہا پہنچے کوئی تمنا ساتھ نہ تھی
تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا

بکریوں کی چرواہی

حضرت حلیمہ کے یہاں قیام کے دوران ہمارے حضور علیہ السلام نے اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں بھی چرائی ہیں بلکہ جوان ہونے کے بعد بھی چرائی ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ مقام الظہران میں ہم نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ وہاں پیلو کے پھل چننے لگے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سیاہ دیکھ کر چنو وہ زیادہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ السلام! کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ (جس سے آپ کو یہ معلوم ہوا) آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! کوئی نبی نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (بخاری کتاب الاطعمۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا' آپ علیہ السلام نے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا' ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری شریف کتاب الاجارۃ ص ۳۰۱ ج ۱)

نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ ایک بار اونٹ والے اور بکریاں والے آپس میں فخر کرنے لگے۔ تو رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور بکریوں کے چرانے والے تھے۔ داؤد علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا اور میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔ (فتح الباری ص ۳۶۴ ج ۴)

بکریاں چرانے کا عمل مقصد کے لحاظ سے معمولی نہیں۔ یہ امت کی گلہ بانی کا دیباچہ اور پیش خیمہ بھی بنتا ہے۔ اسی لئے یہ تمام انبیاء کرام کی سنت رہی ہے۔ لیکن اس نقطہ نظر سے دیکھئے کہ مستقبل کا ایک عظیم الشان نبی بکریاں چرا رہا ہے اور وہ بکریوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے جس کے پیچھے ساری دنیا کو بھاگنا چاہئے۔ اللہ کا بھید اللہ ہی جانے۔

قیام گاہ

یہ تو اس دور کی باتیں ہیں جب حضور ﷺ باقاعدہ مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ بعثت کے بعد تو طوفانوں کا جیسے منہ ہی کھل گیا۔ اسی آسمان کے نیچے ستم انگیزیوں کے وہ وہ مناظر سامنے آئے کہ ظلم و ستم کی پچھلی تمام داستانیں پیچھے رہ گئیں۔ بعثت کے بعد مسلسل تین سال تک دعوت و تبلیغ کی تمام ترکارروائی خفیہ طور پر انجام دی جاتی رہی۔ کوہ صفا کے دامن میں ارقم بن ارقم کا مکان مسلمانوں کی واحد جائے پناہ' عبادت گاہ' پیغمبر اعظم ﷺ کی قیام گاہ اور اسلامی دارالصدر رہا۔ یہ بجائے خود ایک المیہ تھا کہ جو بات سب سے زیادہ سچی تھی اور جس کو سب سے زیادہ کھل کر کہا جانا چاہئے تھا وہ دبے دبے طور پر کہی جارہی تھی اور جو ساری انسانیت کا پیغمبر تھا وہ انسانوں سے الگ ایک پہاڑی مکان میں جلوہ افروز تھا۔ ابھی خدا کا حکم یہی تھا اور مصلحت بھی یہی تھی کہ اسلام کے چاہنے والوں کی خفیہ تنظیم قائم ہو۔ جس کا صدر دفتر ارقم کا مکان ہو۔ خود ارقم ساتویں نمبر کے مسلمان تھے۔ اس دار ارقم میں مسلمان ہونے والوں کی فہرست کے آخری فرد حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ (الاصابہ ص ۲۸)

کوہ صفا سے پہلی دعوت

تین سال کے بعد اعلانیہ دعوت اسلام کا حکم نازل ہوا:

"فاصدع بما تومر واعرض عن المشركين ۰" ﴿ترجمہ: جس بات کا آپ کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا صاف صاف اعلان کیجئے اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے۔﴾

"وقل انی اناالنذير المبين ۰" ﴿ترجمہ: اور یہ اعلان کر دیجئے کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔﴾

چنانچہ آپ ﷺ پوری قوم کو مخاطب کرنے کے لئے کوہ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر بلانا شروع کیا۔ اس آواز کو سن کر ملک عرب کے دستور کے مطابق لوگ آآکر جمع ہونے لگے۔ جب تمام لوگ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے قریش! اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ صبح کو یا شام کو تم پر دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم لوگ مجھ کو سچا جانو گے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا ہاں! ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا پایا ہے۔ آپ ہمارے درمیان امین صادق اور قابل اعتماد شخص ہیں۔ قریش کی طرف سے یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کا عذاب نزدیک ہے۔ اللہ

پر ایمان لاؤ تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جاؤ۔ یہ سنتے ہی عام قریش ہنس پڑے اور ابو لہب کو غصہ آگیا۔ جس ابو لہب نے حضور ﷺ کی ولادت پر اپنی باندی ثوبیہ کو مارے خوشی کے آزاد کر دیا تھا۔ آج اس کو اپنے پاکباز اور راست باز بھتیجے کی سچی بات پر اتنا غصہ آیا کہ بھرے مجمع میں کہہ دیا کہ ہلاکت ہو تم پر کیا اسی کے لئے تم نے ہم کو جمع کیا تھا؟ اس کے بعد مجمع منتشر ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے گھر باتیں بناتے ہوئے چلے گئے۔ (تاریخ اسلام ص ۱۰۳ ج ۱)

حضور ﷺ کے لئے یہ کتنا سخت ترین لمحہ تھا۔ اس کا اندازہ کسی بھی درجے میں وہی شخص کر سکتا ہے۔ جس کو کبھی اپنی قوم کی جانب سے اس طرح کا حادثہ پیش آیا ہو۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ کی صداقت، دیانت اور امانت پر اس درجہ اعتماد تھا کہ بڑے سے بڑے معاملے میں بوڑھے بزرگوں کو چھوڑ کر آپ کو حکم بنانے سے دریغ نہیں کرتے تھے اور اپنی امانتیں رکھوانے میں نہیں ہچکچاتے تھے اور جو قوم آپ کو اس درجہ سچا مانتی تھی کہ آپ کی خبر پر مرنے مارنے پر تل سکتی تھی۔ اسی قوم کے سامنے جب آپ نے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور عذاب الٰہی کی پیش گوئی کی تو سب نے اس کو ہنسی میں اڑا دیا۔ حضور ﷺ کے اعتماد کو اس سے کیا صدمہ پہنچا ہوگا؟ اور آپ کے دل پر کیا بیتی ہوگی؟۔

رشتہ داروں کو دعوت اسلام

چند روز کے بعد خدا کا یہ حکم نازل ہوا کہ:

"وانذر عشيرتك الاقربين ۰" ﴿ترجمہ: پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو کفر و شرک سے ڈرایئے۔﴾

اس حکم کی تعمیل کے لئے آپ نے دعوت طعام کا پروگرام بنایا۔ آپ ﷺ نے بہت کچھ سوچ کر دعوت اسلام کے پروگرام کو دعوت طعام سے جوڑ دیا۔ حضرت علیؓ کو آپ نے ضیافت کا انتظام کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے انتظام مکمل کر لیا اور وقت مقررہ پر دعوت کے مطابق حضور ﷺ کے تقریباً چالیس قریبی رشتہ دار جمع ہو گئے۔ دستر خوان چن دیا گیا۔ لیکن کھانا کھانے کے بعد آپ نے تقریر کرنی چاہی تو ابو لہب نے ایسی بیہودہ باتیں شروع کر دیں کہ آپ کو تقریر کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ دوسرے روز آپ نے پھر ضیافت کا انتظام فرمایا اور اپنے رشتہ داروں کو بلایا۔ جب سب کھانا کھا چکے تو آپ نے ان کو اس طرح مخاطب کیا:

" دیکھو! میں تمہاری طرف وہ بات لے کر آیا ہوں جس سے زیادہ اچھی بات کوئی شخص اپنے قبیلے

کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہارے واسطے دنیا اور آخرت کی خیر لے کر آیا ہوں۔ بتاؤ اس کام میں کون میرا مدد گار ہوگا؟ یہ سن کر سب پر گویا موت کا سناٹا چھا گیا۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت علیؓ سے رہا نہ گیا وہ اٹھے اور کہا کہ اگرچہ میں کمزور اور سب سے چھوٹا ہوں مگر میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ یہ سن کر سب ہنس پڑے اور مذاق اڑاتے ہوئے چلے گئے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۲۳ ج ۱)

قریش کی اس حرکت کی المناکی کا تصور کیجئے تو صدیوں بعد بھی آج دل پارہ پارہ ہونے لگتا ہے۔

ابولہب جس نے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر میں بچہ کی ولادت پر سب سے زیادہ خوشی منائی تھی۔ ظہور اسلام کے بعد وہی آپ کا سب سے بڑا دشمن بن گیا۔ دشمنی میں اس نے سماجی' تہذیبی اور خاندانی کسی بھی روایت کا لحاظ نہیں کیا۔ حضور ﷺ کو طرح طرح سے صدمہ پہنچانا اس نے اپنا نصب العین بنالیا۔ (سیرۃ المصطفیٰ' ص ۱۴۷ ج ۱)

کفر نے نا معلوم اس طرح کے کتنے صدمات پہنچائے مگر حضور ﷺ سب کو جھیل گئے۔

ماننے والوں کو سزائیں دی گئیں

ایمان لانے اور مسلمان ہو جانے والوں میں کچھ لوگ غلام تھے اور کچھ ایسے تھے جو قبیلے کی طاقت اور رشتہ داروں کی جماعت نہ رکھنے کی وجہ سے بہت کمزور سمجھے جاتے تھے۔ ایسے لوگوں کو اسلام سے مرتد بنانے کے لئے جسمانی ایذائیں دی گئیں۔ جو لوگ کسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو عام لوگوں کے ایذا پہنچانے میں خدشہ تھا کہ کہیں ان کے قبیلے والے حمایت میں نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ ان کے رشتہ داروں کو آمادہ کیا گیا کہ وہ خود اپنے مسلمان ہو جانے والے رشتہ دار کو سزا دے کر مرتد بنائیں۔ مسلمانوں کے تمسخر واستہزاء اور سب وشتم کے لئے عام طور پر تیاری کی گئی تاکہ دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے کی جرات نہ ہو۔ ادھر آنحضرت ﷺ نے اسلام کی علانیہ تبلیغ شروع کی۔ ادھر قریش نے پوری سرگرمی کے ساتھ مخالفت پر کمر باندھ لی۔

حضرت بلالؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ ان کے اسلام لانے کا حال معلوم ہوا تو امیہ بن خلف نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دینی شروع کیں۔ گرم ریت پر لٹا کر چھاتی کے اوپر گرم پتھر رکھ دیا جاتا' مشکیں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا جاتا' بھوکا رکھا جاتا' گلے میں رسی باندھ کر لڑکوں کے سپرد کر دیا جاتا' وہ شہر مکہ کے گلی کوچوں میں' شہر کے باہر پہاڑیوں میں لئے لئے پھرتے اور مارتے پیٹتے تھے۔ ان تمام ایذا رسانیوں کو حضرت بلالؓ برداشت کرتے اور احد احد کا نعرہ لگاتے جاتے تھے۔ حضرت عمارؓ اپنے والد یاسرؓ اور

والدہ سمیہؓ کے ہمراہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو جہل نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ حضرت سمیہؓ کو ظالم ابو جہل نے نہایت بے دردی سے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت زہرہؓ کو ابو جہل نے اس قدر مارا کہ مارتے مارتے اندھا کر دیا۔ غرض بہت سے غلام اور لونڈیاں تھیں جن کو ایسی ایسی سزائیں دی گئیں کہ ان کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام ایسی زبردست طاقت کا نام ہے کہ سنگ دل کسی کو بھی مرتد بنانے میں کامیاب نہ ہوئے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ قبیلہ بنو امیہ کے ایک امیر آدمی تھے۔ مسلمان ہو جانے کے سبب ان کے چچا نے ان کو رسیوں سے باندھ کر خوب مارا اور طرح طرح کی جسمانی ایذائیں پہنچائیں۔ حضرت زبیرؓ بن العوام کو ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیا کرتا تھا۔ قریب تھا کہ وہ ان کو جان سے مار ڈالتے مگر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے قریش کو یہ کہہ کر روکا کہ اس شخص کا قبیلہ بنو غفار تمہارے تجارتی قافلوں کے راستے میں آباد ہے۔ وہ تمہارے ناک میں دم کر دیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی اسی طرح صحن کعبہ میں مارتے مارتے بے ہوش کر دیا۔ حضرت خبابؓ بن حارث کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ ایک مرتبہ خوب دہکتے ہوئے انگارے زمین پر بچھا کر ان کو ان انگاروں پر چت لٹا دیا اور ایک شخص ان کی چھاتی پر بیٹھ گیا کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ ان کی کمر کی تمام کھال اور گوشت جل کر کباب ہو گئے۔ بعض صحابہ کو گائے یا اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر اور باندھ کر ڈال دیتے۔ بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی ہوئی آگ اور جلتے ہوئے انگاروں پر ڈال دیتے۔ (تاریخ اسلام ۱۰۵ ج ۱)

اس کا پورا حال حضور ﷺ کے سوا کس کو معلوم؟ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اقبال اپنا محرم کوئی نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو درد نہاں ہمارا

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

مولانا عبدالسلام ندوی

نام ونسب

رملہ نام' ام حبیبہؓ کنیت' سلسلہ نسب یہ ہے' رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس' والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا جو حضرت عثمانؓ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں جاکر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ ام حبیبہؓ سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں۔ اب وہ وقت آگیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبیداللہ نے عیسائی ہوکر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ مے نوشی کی عادت ہوگئی آخر ان کا انتقال ہوگیا۔

نکاح ثانی

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا۔ جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہؓ کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے۔ انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفرؓ ابن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہؓ جہاز میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ پر اتریں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ ۷ھ یا ۶ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت ام حبیبہؓ ۳۶' ۳۷ سال کی تھیں۔

وفات

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے بھائی امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ھ میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ۷۳ برس کا سن تھا۔ وفات کے قریب حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں کبھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس لئے مجھ کو معاف کر دو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ تو بولیں تم نے مجھ کو خوش کیا خدا تم کو خوش کرے۔

اولاد

پہلے شوہر سے دو بچے پیدا ہوئے۔ عبداللہ اور حبیبہؓ۔ حبیبہؓ نے نبوت کی آغوش میں تربیت پائی اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں۔ جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

فضل و کمال

حضرت ام حبیبہؓ سے حدیث کی کتابوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں۔ راویوں کی تعداد بھی کم نہیں۔ بعض کے نام یہ ہیں: حبیبہؓ (دختر) معاویہؓ اور عتبہؓ عبداللہ بن عتبہؓ ابو سفیانؓ سعید ثقفی سالم بن سوارؒ صفیہ بنت شیبہؒ' زینب بنت ابو سلمہؒ' عروہ بن الزبیرؒ' ابو صالح السمانؒ' شہر ابن حوشبؒ۔

اخلاق

حضرت ام حبیبہؓ کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ (ابو سفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا ابو سفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا تم کو اس قدر عزیز ہے! بولیں یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بنا پر ناپاک ہیں۔ ابو سفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہے۔

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسرں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابو سفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو لے کر کلی کی تو بولیں۔ تم کو وضو کرنا چاہیے۔ کیونکہ جس چیز کو آگ پکادے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔

لیکن اب یہ حکم منسوخ ہے۔ پہلے تھا۔ پھر اس کو حضور نے باقی نہیں رکھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے (اور اگر پہلے سے وضو ہوتا) تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہؓ کے حالات میں آئندہ ملے گی۔

ابو سفیانؓ کا انتقال ہوا تو وفات کے تین دن بعد خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ کسی پر تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے۔ البتہ شوہر کے لئے چار مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہئے۔

آنحضرت سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں: "نمابرحت اصلیهن بعد ۔"! میں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو ابن اویس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔

فطرۃ بہت نیک مزاج تھیں۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں پیش پیش رہتی تھیں۔

[illegible]

صحابہ پاکستان کے بانی مولانا حق نواز جھنگویؒ سمیت کئی ایک راہنماؤں کے خطبات شامل ہیں۔

اس جلد میں ہر مقرر سے پہلے اس کا تعارف اور تقریر کا ماخذ ذکر کر کے تقریر کی اہمیت کو دو چند کر دیا گیا ہے۔ کمپوزنگ ' کتابت ' عمدہ جلد ' چار رنگا ٹائٹل '68 گرام خوبصورت سفید اور گلیزر کاغذ سے کتاب کی شان میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مرتب کی کاوش لائق تحسین اور قابل مبارک ہے کہ انہوں نے کاغذات کی دبیز اور تہوں اور کیسٹوں میں چھپے ہوئے ان خطابات کو کتابی شکل دیکر اکابرین ملت اور قائدین تحریک ختم نبوت کے ارشادات کو شائع کر کے تاریخ تحریک ختم نبوت کو مضبوط کر دیا ہے۔ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے مبلغین ' علماء کرام اور تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کے لئے خوبصورت تحفہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ دفاتر اور قریبی بکسٹالوں سے مل سکتی ہے۔

تحریک ختم نبوت 1953ء کا پس منظر

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی جہاد پرور اور ایمان افروز قربانیوں کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میں یہ خطاب۔ جس میں آپ نے تحریک ختم نبوت کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ انتہائی اہمیت کا حامل ہے

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا :

جناب صدر گرامی! دوستو' بزرگو اور بھائیو !

مولانا سید منظور احمد شاہ' جو ہماری جماعت کی طرف سے مرکزی مبلغ ہیں' انہوں نے ابھی آپ کے سامنے حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ' جو پاکستان میں سب سے بڑے محدث اور استاذ الکل تھے' ان کی روایت سے سنایا کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عمامہ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا کہ :

"اٹھو! اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھو۔ میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لئے بہت سارا کام کیا ہے"

میں (حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اور خواب میں' میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے۔ آپ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ شاہ صاحب آپ کے ساتھ کیسے گذری؟ مطلب یہ تھا کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا' تو فرمایا کہ : بھائی یہ منزل مشکل بہت ہے ختم نبوت کی برکت سے معافی مل گئی۔

تحریک ختم نبوت کا پس منظر

حضرات! میری تقریر کا عنوان ہے "تحریک ختم نبوت کا پس منظر" یعنی میں مرزائیت پر بولوں گا۔ جس

طرح روٹی بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے شروع کی جائے تو وہ بے برکت ہوتی ہے۔ میری تقریر ہو مسئلہ ختم نبوت کا بیان نہ ہو' مرزائیت و قادیانیت کی تردید نہ ہو' میں اس تقریر کو بے برکت سمجھتا ہوں۔ میں اپنے مضمون کے دو حصے مقرر کرتا ہوں۔ نمبر۱۔ تحریک ختم نبوت کا پس منظر۔ نمبر۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا تہہ منظر۔

کیونکہ جب میں یہ بیان کروں کہ تحریک ختم نبوت کا پس منظر یہ ہے' تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ تحریک ختم نبوت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس لئے پہلے میں یہ بیان کروں گا کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کا تہہ منظر کیا ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا تہہ منظر

انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا تو ملک کے لوگوں نے رکاوٹ کی کہ غیر ملکی حکومت ہم پر نہ ہو۔ اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کہ انگریز ہندوستان پر قابض نہ ہو جائے۔ اور ہماری اپنی حکومت جو مغل مسلمانوں کی تھی ختم نہ ہو جائے اور غیر ملکی کافروں کی حکومت ہمارے ملک پر مسلط نہ ہو جائے۔ ہندوستان میں ایک جنگ لڑی گئی جس کو ۱۸۵۷ء کی جنگ کہتے ہیں۔ اس جنگ کا اعلان کرنے والے جو لوگ تھے اور اس کے جو لیڈر تھے' وہ علماء تھے۔ یہ جنگ علماء اور انگریز کے درمیان تھی۔ عوام نے اپنے علماء کا ساتھ دیا' اور وہ جنگ " جہاد " کے نام سے ہوئی۔

ضرورت جہاد

جب مکہ میں زیادہ ظلم ہوئے مسلمانوں پر اور حضور ﷺ پر تو حکم یہ تھا کہ ظلم برداشت کرو دین کے لئے' بولو نہیں۔ تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے ظلم برداشت کئے۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتا کہ کیا کیا ظلم ہوئے کیونکہ اس وقت یہ موضوع زیر بحث نہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب مسلمانوں پر مظالم کی انتہا ہوگئی اور وہ مصائب ناقابل برداشت ہوگئے تو خداوند کریم نے حکم فرمایا کہ اب اجازت ہے۔ کہ مکہ مکرمہ سے چلے جاؤ۔ شریعت میں اس کا نام ہجرت ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے۔ مکے کے مشرکوں نے مسلمانوں کو مدینے میں بھی چین نہ لینے دیا۔ جب مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ اور اس ارادے سے آئے۔ اور ایک ہزار کا لشکر ساز و سامان سے لیس ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوا۔ اور ان کا اعلان یہ تھا کہ مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ اور محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا نام و نشان مٹا کر واپس آئیں گے۔

جب کافروں کے عزائم اور ارادوں کی یہ انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ چونکہ تم

مظلوم ہو۔ اس لئے اب تمہیں لڑنے کی اجازت ہے۔ پورے تیرہ برس مکہ میں مسلمانوں کو جو لڑنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اب لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ قرآن مجید میں اسے جہاد قرار دیا گیا ہے۔

فرضیت جہاد

ایک یہ کہ مکہ مسلمان چھوڑ دیں۔ اب مکہ میں کسی مسلمان کو رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہے گا اور ہجرت نہیں کرے گا اس کا ایمان قبول نہیں ہوگا۔ اور دوسرا یہ کہ جہاد فرض ہوگیا۔ آٹھ سال تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ۸ھ میں آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کرلیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی ﷺ نے اعلان فرمایا' کہ ہجرت کا جو مسئلہ تھا وہ ختم ہوگیا۔ آج کے بعد مکہ مکرمہ سے کوئی ہجرت نہیں' باقی مسئلہ جہاد کا جو تھا وہ قیامت تک باقی رہے گا۔

یہ جو حکم تھا کہ اب جو مسلمان مکہ میں رہے گا اس کا ایمان' قبول نہیں ہوگا' وہ حکم واپس لے لیا گیا۔ اب مکہ فتح ہوگیا' دارالاسلام بن چکا' اسلام کا قبضہ ہوچکا۔ اب جو کافر مسلمان ہوجائے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ مکہ چھوڑ کر مدینے جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لا هجرة بعد الفتح۔ یعنی مکہ فتح ہونے کے بعد اب یہاں سے ہجرت ختم ہوگئی۔ اور پھر فرمایا: والجهاد ماض الیٰ یوم القیامة اس غلط فہمی کا ازالہ کردیا کہ شاید ہجرت کی طرح اب جہاد بھی ختم ہوگیا۔ والجهاد ماض الیٰ یوم القیامة فرماکر اعلان کیا کہ قیامت تک جہاد باقی رہے گا اور اس سے پہلے جہاد ختم نہیں ہوگا۔ اب واضح ہوگیا کہ ہجرت ختم اور جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔

حضرات! مسلمان کے پاس ایک ہی چیز ہے جہاد' جس سے مسلمان اپنے ملک کو اور اسلام کو محفوظ رکھتا ہے۔ ماضی کی تاریخ گواہ ہے' کہ مسلمانوں نے ، ساری کامیابی جہاد کی برکت سے حاصل کی ہے۔ ستمبر ۶۵ء کی جنگ میں کیا ہوا ہے۔ اگر مسلمانوں کے پاس جہاد کا مسئلہ نہ ہوتا اور جہاد کے لئے علمائے کرام عوام کو تیار نہ کرتے۔ اور صدر مملکت اسلام کا نام لے کر جہاد کا اعلان نہ کرتا' اور پاکستان کے مسلمان جہاد کے لئے تیار نہ ہوتے اور ملک کی فوجیں جذبہ جہاد لے کر میدان میں سرگرم نہ ہوتیں' تو آج لاہور میں جلسہ نہ ہوتا۔ یہاں ہندوستان کی حکومت قابض ہوتی اور مسلمان ان کے غلام ہوتے۔ اگر پاکستان کے عوام کے ہاں جہاد کا مسئلہ نہ ہوتا تو ہم کامیاب نہ ہوسکتے۔ کیونکہ علمائے کرام پھر عوام کو جہاد کا سبق نہ دیتے۔ صدر مملکت جہاد کا نام لے کر اعلان نہ کرسکتے اور پاکستان کے عوام اس جنگ میں تعاون نہ کرتے' اور مجاہدین اس جنگ میں اس قدر باہمت ہوکر نہ لڑتے۔ نتیجۃً ہم ناکام ہوکر رہ جاتے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اب لڑنا حرام

ہے۔

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
(ثمین اردو)

یہ عبارت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب کی ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لڑائی میں جو مسلمان شہید ہوں گے وہ کونسا مرتبہ پائیں گے۔ بھائی! اسلام میں وہ شہید کہلائیں گے اور مرزا صاحب کے نزدیک چونکہ وہ ایک حرام فعل کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کے نزدیک وہ حرام موت مریں گے۔

خدا نے اعلان کردیا کہ چاہے تھوڑے کیوں نہ ہوں' تب بھی تمہیں لڑنا ہوگا اب جہاد فرض ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ ہندوستان کے مقابلہ پر جو ہم نے جنگ جیتی ہے وہ قوت اور طاقت کے بل پر نہیں جیتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی ہے۔ اسلام کی برکت سے' قرآن کی برکت سے' جہاد کی برکت سے اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی برکت سے۔

خیرالمدارس کے مدرس ہیں مولانا محمد اسحاق صاحب۔ انہوں نے بتایا کہ ایک فوجی افسر ہمارے گاؤں کا ہے' وہ کہتا ہے کہ اس جنگ میں' میں مسلمان ہوا ہوں۔ وہ پہلے بھی مسلمان تھا' مگر وہ کہتا ہے کہ پہلے میں مسلمان نام کا تھا۔ جنگ کے دوران اصل مسلمان ہوا ہوں کیونکہ پہلے جب مولوی صاحبان کہتے تھے کہ برکت ہوگی' خدا رحم کرے گا تو میں ہنسا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہتھیار نہیں ہوں گے تو برکت کہاں سے آوے گی۔ برکت کس جانور کا نام ہے۔ اس جنگ میں میں نے مشاہدہ کیا کہ ملک خدا کی رحمت اور برکت سے بچا ہے۔ ہماری ہمت اور فوجی قوت سے نہیں بچا۔

جہاد تو فرض رہتا ہے

ایک دن علمائے کرام نے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے جو علمائے دیوبند کے مرشد ہیں' عرض کیا تو انہوں نے اپنے شاگرد علماء کو جمع کرکے حکم فرمایا کہ آپ مسئلے کی تحقیق کریں۔ جہاد تو فرض رہتا ہے دنیا میں' مگر موجودہ حالات میں ہمیں کیا حکم ہے؟ کیونکہ نماز فرض ہے لیکن ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ عورت پر ایام حیض یا ایام نفاس کی حالت میں نماز فرض نہیں ہے۔ روزہ فرض ہے لیکن آدمی مسافر ہوتا ہے تو افطار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جو حالات ہیں ہمارے ہندوستان کے' ان حالات میں جہاد ہم پر بھی فرض ہے یا نہیں؟ علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ جہاد فرض ہے۔ تو حاجی صاحب نے ایک فوج بنائی۔ علمائے کرام اس میں

شریک تھے جنہوں نے فتوے دیئے تھے۔ آپ کے مرید اور ارادت مند شریک ہوئے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس میں شرکت کی اجازت دی گئی۔ اور ہندوستان میں جہاد کے نام سے جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کہتے ہیں۔

ہندوستان میں انگریز کے تسلط کے بعد یہ پہلی جنگ آزادی تھی۔ فتح و شکست اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ علمائے کرام کو ظاہری شکست ہوئی' اور انگریز قابض ہوگیا۔ آپ جانتے ہیں کہ جنگ میں فاتح اپنے مفتوح کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ اس کی مثالیں آپ کے سامنے موجود ہیں۔ ملک میں مارشل لاء لگا اور کئی مہینوں تک رہا۔ تین لاکھ آدمیوں کو سزائے موت دی گئی۔ ان میں بارہ ہزار علمائے دین تھے۔ جن کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے پانچ سو وہ عالم دین تھے جو اپنے اپنے وقت کے امام ہونے کے قابل تھے۔ ہندوستان میں کوئی قابل ذکر درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی نہ کسی مجاہد کی لاش نہ لٹکی ہوئی ہو۔

انگریز ملک پر قابض ہوا۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۹ء تک بارہ سال کے عرصہ کے بعد انگریزوں نے ہندوستان میں لندن سے ایک کمیشن بھیجا تھا اس بات کی تحقیق کے لئے کہ :

ہم نے جنگ جیت لی۔ ہمارا ہندوستان پر قبضہ ہوگیا' اس بارہ سال کے عرصہ میں ہندوستان کے مسلمانوں نے ہماری حکومت مان لی ہے یا نہیں۔ وہ جو ہمارے ساتھ آزادی کی جنگ انہوں نے لڑی تھی' اس کے اثرات کیا ہیں' اور ان کے دلوں کے کیا جذبات ہیں اور ان کے کیا خیالات ہیں؟۔

کمیشن کی رپورٹ

اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس کے بعد وہ کمیشن واپس چلا گیا۔ لندن میں ۱۸۷۰ء کو وائٹ ہال میں ان کی میٹنگ ہوئی جس میں انہوں نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جو پادری اس ملک میں ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے لئے آئے ہوئے تھے' ان بڑے بڑے پادریوں کو اس میٹنگ میں بلایا گیا تھا۔ وہ بھی اس میٹنگ میں شریک تھے۔ کمیشن کی رپورٹ یہ تھی' کہ مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے ماتحت نہیں رہ سکتے۔ ان کا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمان غیر مسلم حکومت کے تابع رہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ولولہ جہاد موجود ہے۔ یہ کسی طرح کسی درجے تک بھی کم نہیں ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں جو جذبہ جہاد ان لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا تھا وہ جوں کا توں موجود ہے۔ جب بھی کوئی لیڈر مسلمانوں کو مل گیا تو ۱۸۵۷ء والے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

پادریوں کی رپورٹ

پادریوں کی رپورٹ یہ تھی۔

ہندوستان کے مسلمان پیروں کو بہت مانتے ہیں۔ ہم نے ہندوستان پر جب قبضہ کیا تھا تو مسلمانوں میں کچھ غدار تلاش کئے تھے۔ ان غداروں کے مل جانے کی وجہ سے ہم ہندوستان پر قابض ہوئے تھے۔ وہ غدار سپاہی اور فوجی حیثیت کے تھے جو حاصل کئے گئے تھے۔ اس ضمن میں ایک بات ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تو آپ پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ :

جعفر از بنگال وصادق از دکن
ننگ قوم ننگ دین و ننگ وطن

تو جب دکن کا صادق' بنگال کا جعفر اور پنجاب کا مرزا غلام مرتضیٰ انگریزوں سے ملا' تو پادریوں نے کہا کہ ہم نے جو ہندوستان پر قبضہ کیا تھا جو مسلمانوں میں ہم نے غدار تلاش کئے تھے۔ چونکہ ''اس وقت ملک پر قبضہ کرنا تھا تو فوجی نوعیت کے غدار تلاش کئے گئے تھے۔ اب ہمارا قبضہ ہوچکا ہے اور ہندوستان کے ہر چپہ پر ہم قابض ہوچکے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں میں غدار تلاش کیا جائے۔ اگر کوئی غدار مل جائے تو اس سے نبی ہونے کا دعویٰ کرادیا جائے اور اس کی نبوت کو سرکاری امداد سے کامیاب کیا جائے۔ اس صورت میں ہندوستان کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔''

یعنی مسلمانوں کے دلوں میں جو آزادی ہند اور جہاد کے جذبات اور مذہب کے ولولے ہیں۔ ہمارے خلاف جو ان کے مذہبی احساسات ہیں۔ ان کا حل یہی ہے کہ کوئی غدار تلاش کرکے اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے اور اس کی نبوت کو سرکاری امداد سے مربوط کیا جائے۔ پھر پادری یہ کہتا ہے کہ یہ ''بنیادی کام'' آدمی کا تلاش کرنا ہے۔ اگر آدمی مل جائے تو مشکل حل ہوسکتی ہے۔ یہ رپورٹ کتابی شکل میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ سرکاری لائبریریوں میں یہ کتاب آج بھی موجود ہے۔ جو افراد گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس کتاب کو لائبریریوں میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

اس رپورٹ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انگریز کو جہاد ختم کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے ایک نبی کھڑا کرنے کی تجویز منظور کی۔ کیونکہ مسئلہ نبی بنا سکتا ہے۔ مسائل کے تبدیل کرنے کا حق شریعت میں سوائے نبی کے اور کسی کو حاصل نہیں۔ مولوی صاحبان کو مسائل تبدیل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ صرف مسائل بتاسکتے ہیں' تبدیل نہیں کرسکتے۔ مسائل کو تبدیل کرنے کا حق صرف نبی کو ہوتا ہے۔

آپ کہیں گے کہ آپ نے بڑے دلائل دیئے۔ لیکن یہ کہاں ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد جھوٹا تھا۔ اگر لندن میں میٹنگ ہوئی تھی تو کیسے ثابت ہوا کہ انگریزوں ہی نے مرزا سے نبوت کا دعویٰ کرایا تھا؟ آپ نے کیسے جوڑ لگادیا؟۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

ہمارے ہاں دیہات میں جب رات کو چوری ہو جائے اور گھر والوں کو پتہ نہ چلے تو ہمارے ہاں طریقہ یہ ہے کہ جہاں چوری کی واردات ہوتی ہے۔ اس کے قریب آدمیوں کو نہیں جانے دیتے کہ چوروں کے پاؤں کے نشانات نہ مٹ جائیں۔ ان چوروں کے پاؤں کے نشانات پکڑ کر سراغ یعنی کھوج لگاتے ہیں۔ جدھر پاؤں کے نشانات جاتے ہیں، متلاشی حضرات پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ جو لوگ پاؤں کے نشانات جانتے ہیں اور نشان کو ملانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ ان کی نگرانی میں یہ کام ہوتا ہے۔ یہ لوگ چلتے چلتے چور کے پاؤں کے نشانات دیکھتے دیکھتے اس کے گھر سے اسے پکڑ لیتے ہیں۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب چور کے پاؤں چلتے چلتے کسی بستی میں داخل ہو جائیں تو بستی کے چوہدری کو بلا کر یہ کہا جاتا ہے کہ یا ہمارا چور ہمارے حوالہ کرو ورنہ چور کے پاؤں کے نشانات اپنی بستی سے باہر نکلتے ہوئے دکھلا دو۔ اگر گاؤں کے باشندے چور کے پاؤں کے نشانات باہر نکال کر نہیں دکھلا سکتے تو چور اس گاؤں کا سمجھا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح ہندوستان میں لندن سے آیا ہوا کمیشن واپس جاکر رپورٹ پیش کرتا ہے کہ ہندوستان میں کسی غدار کو تلاش کیا جائے۔ اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے اور اس کی نبوت کو بذریعہ حکومت پروان چڑھایا جائے۔ ہم اپنے اس دیہات کے اصول کے مطابق ہندوستان کے غدار کو تلاش کرتے ہیں۔ اور اس رپورٹ کے نشانات کو دیکھتے ہوئے چلتے ہیں تو اس چور کے پاؤں کے نشانات ضلع گورداسپور کے مرزا غلام مرتضیٰ کے لڑکے مرزا غلام احمد کے گھر ملتے ہیں۔ یا ہندوستان میں کوئی اور غدار دکھادو۔ جس نے انگریز کے لئے مسئلہ جہاد ختم کرنے اور اسے حرام قرار دینے اور انگریز کی غلامی کے حق میں کتابیں لکھنے میں زندگی کا اکثر حصہ خرچ کیا ہو۔ اور اس کی نبوت کو انگریزوں نے اپنے اقتدار کے ذریعے پروان چڑھایا ہو۔ اگر کوئی غدار نہیں ملتا اور یقیناً" نہیں ملتا تو ثابت ہوگا کہ یہ چوری مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر موجود ہے۔ اور یہی ہندوستانی غدار ہے۔ جس کو انگریز نے دریافت کرکے اپنی حکومت کے بقا اور تحفظ کے لئے خود کاشت کیا تھا۔ اس کی دلیل بھی ہے۔

مرزا غلام احمد کے دو خط

میرے پاس ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے مرزا غلام احمد کے دو خط مرکزی دفتر ملتان میں مکتبہ تحفظ ختم نبوت ہے وہ کتابوں کو شائع کرتا ہے۔ اس نے مرزا غلام احمد کے دو خط شائع کئے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے ایک خط وائسرائے کو لکھا اور دوسرا پنجاب کے گورنر کو لکھا تھا۔ ان خطوط کو ہم نے پکڑ لیا۔ ان میں اس چوری کا پتہ چل گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ جس کو مسلمان آزادی کی جنگ کہتے ہیں۔ جو جہاد کے نام سے لڑی گئی تھی۔ جب انگریز ملک پر قابض ہو رہا تھا۔ مغلوں کی سلطنت لوٹی جارہی تھی۔ جب بہادر شاہ کو گرفتار کرلیا تھا، اس کے بیٹوں کو قتل کرکے بہادر شاہ قیدی کے سامنے دستر خوان پر ان کے بیٹوں کے سر رکھ

دیئے تھے۔ (یعنی جو کھانا بہادر شاہ کو دیا گیا تھا ان پلیٹوں میں بہادر شاہ کے لڑکوں کے سر تھے' کھانا نہ تھا)۔

جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور مسلمان لڑ رہا تھا۔ اور جب تین لاکھ مجاہدین پھانسی چڑھ گئے' جن میں بارہ ہزار علماء تھے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے یہ فساد کیا تھا' یا آزادی کی خاطر جہاد کیا تھا۔ "یقیناً" جہاد کیا تھا" ۔

مگر غلام احمد نے اپنی اس چھٹی میں جو وائسرائے ہند کو لکھی اس میں ۱۸۵۷ء کی جنگ کو فساد لکھا ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس جنگ میں برطانوی حکمرانوں کی امداد کے لئے میرے باپ' مرزا غلام مرتضیٰ نے پچاس گھوڑے دیئے تھے اور پچاس رنگروٹ پیش کئے تھے۔ معلوم ہوا کہ جیسے جعفر بنگال کا غدار بن کر انگریزوں کے ساتھ مل گیا تھا اور دکن کا صادق ان کو مل گیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کا باپ بھی ان غداروں میں سے تھا جو انگریزوں کے ساتھ مل گیا تھا۔ جس نے جعفر اور صادق کی طرح ہندوستان سے غداری کرکے انگریزوں کے ساتھ ساز باز کرلی تھی۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد نے خط میں لکھا تھا کہ میرے باپ نے تمہاری امداد کے لئے یہ تعاون کیا تھا۔ مسلمانوں کے خلاف جو تم نے جنگ لڑی تھی اس میں مرزا غلام مرتضیٰ نے پچاس گھوڑے اور پچاس آدمی دیئے تھے۔ اس کے بعد قادیانی مرزا کہتا ہے کہ :

"تمہاری گورنمنٹ میری محسن ہے مجھ پر احسان کئے۔ !" کیا احسان کئے تلاش کرو۔ ہمیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا احسان کیا۔ اس کے علاوہ اور کونسا احسان ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد پھر کہتا ہے :

"میں اپنی زندگی میں دلی لگاؤ کے ساتھ ایسی کتابیں عربی' فارسی' اردو' انگریزی میں لکھتا رہا ہوں اور چھاپ کے شائع کرتا رہا ہوں۔ اور وہ کتابیں میں عرب' شام' مصر' ایران' عراق' افغانستان' انگلستان' میں بھیجتا رہا ہوں' ان کتابوں میں میں نے لکھا کہ مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ وہ اگر گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ نہیں ہوں گے تو ان سے خدا ناراض ہو جائے گا۔ پھر ان کتابوں میں میں نے لکھا کہ جہاد کا خیال بیہودہ خیال ہے اور یہ کہنا کہ کوئی مہدی آئے گا' یہ بھی بیہودہ خیال ہے۔ میں نے ان کتابوں میں جہاد کو حرام لکھا اور ان کو اسلامی ملکوں میں بھیجا اور یہ کام میں نے ایک دن میں یا دو دن میں نہیں بلکہ پورے بیس سال تک کیا" ۔

آپ حضرات توجہ فرمائیں کہ مشتبہ آدمی کو پکڑ کر اس کا پاؤں زمین پر دیکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی نشان مل جائے تو اسی کو چور جان کر پکڑلیا جاتا ہے۔ سراغی اور کھوجی حضرات چوری کے وقت کا نشان بھی دیکھتے ہیں اور اس وقت کا نشان بھی دیکھتے ہیں۔ جب یہ دونوں پاؤں مل جائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ چور یہی ہے۔ اس کو پکڑلیا جاتا ہے۔ اب ملایئے کھرا کہ جہاد سے انگریز ڈرا تھا جیسا کہ کمیشن رپورٹ سے ظاہر ہے۔ انہوں نے ہندوستان سے جہاد حرام کرانے کے لئے غدار تلاش کرنا تھا۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ نبی بنایا جائے ہندوستان میں۔ ان کے اس فیصلے کے بعد مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کیا اور دعوی کرکے جہاد کو حرام کیا۔

مرزا ہندوستانی غدار

یہ کام مرزا بیس سال تک سرانجام دیتا رہا۔ اس مقصد کی خاطر اس نے کتابیں لکھیں اور تمام ممالک میں پہنچائیں۔ کہ انگریزوں سے جہاد کرنا حرام ہے۔

انگریز ترکی پر قبضہ کرلے' عراق و ایران پر قبضہ کرلے' حجاز پر قبضہ کرلے' مکہ پر گولی چلائے' مدینہ شریف پر محاصرہ کے ذریعے قبضہ کرلے۔ ہندوستان پر قبضہ مکمل ہو جائے۔ اسلامی ملکوں کے ٹکڑے کردے۔ تین لاکھ مجاہدین کو پھانسی پر لٹکا دے۔ لیکن مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ میں ان ممالک کے مسلمانوں کو کتابیں بھیجتا رہا کہ جہاد حرام ہے اور انگریز کی تابعداری فرض ہے۔ جو مسلمان اس کی تابعداری نہیں کرے گا وہ گنہگار ہو جائے گا۔ کیوں چور کے پاؤں کا نشان مل گیا یا نہیں؟۔ یہ جو چھٹی میں سنا رہا تھا۔ اس چھٹی کے دو جملے اور سماعت فرمایئے جو گورنر کے نام لکھی۔ اس میں لکھا کہ :

"لڑنا میرے مذہب میں حرام ہے اور نہ ہی جنگ جوئی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جوں جوں میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے قائل کم ہوتے جائیں گے۔ مجھے مسیح مان لینا ہی جہاد کا انکار ہے" ۔

پھر لکھا اپنی جماعت کے متعلق کہ :

"افسروں کو ہدایت کرو کہ ہماری امداد کیا کریں" ۔ اس کے بعد ایک اور حوالہ سناتا ہوں یہ حوالہ اس لئے سناتا ہوں کہ مجھے آپ حضرات کا ایمان بچانا ہے۔ ورنہ دل نہیں مانتا کہ کہوں۔

نقل کفر کفر نہ باشد

مجھے آپ حضرات کے ایمان کا بچانا بحیثیت ایک مبلغ کے ضروری ہے۔ اس لئے سناتا ہوں زبان کو مجبور کرتا ہوں کہ وہ بولے' دل و دماغ کے تقاضے کے خلاف کرتا ہوں۔ اپنے جذبات کو قابو میں لاکر بیان کرتا ہوں جیسے کوئی آدمی اپنی لڑکی کو لے کر اس وقت ہسپتال جاتا ہے جبکہ اس کا بچہ جننے کا وقت ہوتا ہے اور لڑکی کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہاتھ کے ساتھ (اپریشن کرکے) بچہ نکالتے ہیں۔ کبھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکالنا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ آدمی اس لئے گوارہ کرتا ہے کہ بیٹی کی جان بچ جائے۔

اسی طرح میں سب کچھ برداشت کرتے ہوئے دل و دماغ اور زبان و قلب پر جبر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ حضرات کا ایمان بچ جائے۔ چنانچہ جب میں بتاؤں گا تو آپ مان جائیں گے۔ کہ یہ بات منہ سے واقعی کہنے کی نہیں تھی۔ اور آپ فرمادیں گے کہ ایک دفعہ کہی ہے دوبارہ نہ کہنا اور میں بھی دوبارہ نہیں کہوں گا۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ یعنی کفر کہنے والا کافر ہوتا ہے۔ لیکن کفر کی بات بتانے والا' نقل کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ میں چونکہ ایک مبلغ اور ایک جماعت کا خادم ہوں۔ اور مرزا غلام احمد کی حقیقت بتانی ہے۔

اس لئے کہتا ہوں آپ حضرات صبر کر کے اور جگر پر ہاتھ رکھ کر ایک مرتبہ سن لیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنے خط میں یہ لکھا کہ :

میرے باپ نے یہ کیا' اور میں نے جہاد حرام کیا اور مسلمانوں کو انگریز کی تابعداری کا وعظ کیا۔ اس مقصد کے لئے کتابیں لکھیں میں نے بیس سال تک خدمت کی۔ میں نے تمہارے لئے یہ خدمت کی' یہ خدمت کی' فلاں کام کیا' فلاں خدمت کی تو اس کے بعد ایک سوال پیدا ہوا کہ اگر تم ہماری گورنمنٹ انگریزیہ کے وفادار ہو تو پھر تم ہمارے اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں کیوں لکھتے ہو؟۔ اور ان کی تردید کرتے ہو۔ اس سوال کا جواب اپنی چھٹی میں غلام احمد دیتا ہے۔ وائسرائے کو لکھتا ہے کہ :

میں یہ مانتا ہوں کہ میں مذہبی بحثیں کیا کرتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ پادریوں کے مقابلہ میں' میں نے کتابیں بھی لکھی ہیں اور ان کی مخالفت کرتا رہا ہوں۔ لیکن میں بتاتا ہوں کہ ان کے مقابلہ میں جو کتابیں لکھتا رہا یا بحثیں اور مناظرے کرتا رہا یا ان کی تردید کرتا رہا۔ یہ صرف اس لئے کرتا رہا ہوں کہ عیسائی پادریوں نے ہمارے نبی علیہ السلام کی توہین کی۔ اور یہ مضمون صدہا پرچوں میں شائع کیا کہ وہ اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق ہو گئے تھے۔ لوٹ مار کرنا اور خون کرنا ان کا کام تھا۔

جب عیسائیوں نے نبی پاک ﷺ کے متعلق ایسے ایسے الفاظ کہے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ مسلمان جوش والی قوم ہے۔ یہ کہیں جوش میں نہ آجائے۔ اور جوش میں آنے کی وجہ سے ملک میں فساد نہ کھڑا کر دے۔ تو میں نے حکمت عملی سے یہ چال چلی کہ مسلمانوں کے اس جوش کو ختم کرنے کے لئے عیسائیوں کا مقابلہ کیا۔ یہ تو میں نے حسب توفیق آپ لوگوں کی خدمت کی ہے تاکہ مسلمان مشتعل نہ ہو جائیں۔ اور مجھ سے جو کچھ پادریوں کے متعلق وقوع میں آیا' وہ اس لئے کہ حکمت عملی سے مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ یعنی میں نے ایک چال چلی کہ گورنمنٹ انگریزی کی اسی طرح خدمت کی کہ مسلمان قوم کے جذبہ جہاد اور اشتعال کو پادریوں کی ظاہری مخالفت کرتے ہوئے ختم کیا۔ تو میں نے خدمت کی ہے نہ کہ ان لوگوں کی مخالفت کی ہے۔" کیونکہ مسلمان وحشی قوم ہے"۔

جو شخص حضور ﷺ کو گالیاں دے اور آپ کے متعلق ایسے الفاظ بولے جو آپ حضرات سن چکے ہیں۔ اس پر کسی مسلمان کو غصہ اگر آئے اس کو مرزا غلام احمد وحشی کہتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جو مسلمان حضور ﷺ کے خلاف اس قسم کے الفاظ سن کر غصہ میں نہ آئے وہ کون ہوگا؟ ۔ وہ بے غیرت' بے حیا' کافر' زندیق' دنیا میں سب سے بدترین آدمی ہوگا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب راجپال نے حضور ﷺ کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی۔ اور لاہور میں جلسہ ہوا تھا حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ : "کوئی

شخص حضور ﷺ کی توہین کرے تو پھر یا سننے والے کان نہ رہیں یا کہنے والی زبان نہ رہے۔"

پھر جو کچھ علم الدین غازی نے کیا وہ آپ کو معلوم ہے

شاتم رسول ﷺ راجپال کو قتل کردیا‘ مسلمان میں غیرت ہوتی ہے۔ اب مرزا صاحب کی نبوت کا پس منظر نکل آیا۔ پس منظر یہ ہے کہ جہاد کو حرام کیا‘ گورنمنٹ کی اطاعت فرض قرار دی اور اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہا۔

یہ دونوں خط جن کے حوالے میں اپ کو سنا رہا تھا‘ یہ ہمیں کہاں سے ملے۔ جب دجال دنیا میں آکر ایسے کام کرے گا جو لوگ سمجھیں گے کہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے اس کی ایک آنکھ کو ناکارہ کردیں گے۔ تاکہ ایمان والے اور عقل والے سمجھ لیں کہ اگر یہ خدا ہوتا تو اس کی آنکھ ایک نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ جب لوگوں کو زندہ کرسکتا ہے تو اپنی آنکھ کیوں نہیں بنا سکتا۔

خداوند کریم نے غلام احمد کی عقل ماری تھی‘ اس نے اپنی کتاب میں یہ خط چھاپ دیئے۔ وائسرائے والا خط اس کی کتاب تریاق القلوب میں چھپا ہوا موجود ہے۔ اور گورنر والا خط اس کی کتاب ”کتاب البریہ اور تبلیغ رسالت میں چھپا ہوا موجود ہے۔ یہ دونوں خط ہم نے چھاپے ہیں۔ آپ کو دفتر مرکزیہ سے مل سکتے ہیں۔

تحریک ختم نبوت کا پس منظر

انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ اس نے ان کے ایماء پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ جہاد کو حرام کرنا تھا۔ انگریزوں کی وفاداری کا سبق دینا تھا۔ چنانچہ وہ یہ کام کرتا رہا۔

پادریوں نے کہا تھا کہ اس کی نبوت کو سرکاری امداد سے کامیاب کرائیں گے۔ چنانچہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جتنے قادیانی افسر لگے رہے‘ انگریز کتنی مدد کرتا رہا۔ ان کو کتنے بڑے بڑے اور اونچے عہدے دیئے‘ کتنے قادیانی لڑکوں کو وظیفے ملتے رہے۔ باہر جانے کے لئے انہیں کتنی سہولتیں ملتی ہیں۔ وہ سہولتیں آج بھی ان کو حاصل ہیں کیونکہ ان کے لئے راستہ بن چکا ہے۔ اب ایک بات عرض کرتا ہوں۔ میں نے ایک مسئلے پر غور کیا وہ یہ تھا کہ عیسائیت انگریز کا مذہب ہے۔ انگریزوں نے اس ملک پر ایک سو سال تک حکومت کی۔ تمام شہروں میں پادری تھے۔ گرجے بنائے پادری ملک کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتے رہے‘ لیکن مسلمان عیسائی نہیں ہوئے۔ حالانکہ انگریز عہدے دیتا تھا‘ جاگیریں دیتا تھا اور سہولتیں دیتا تھا۔ مسلمان مرزائی ہوجاتا ہے لیکن عیسائی نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے؟۔ اس مسئلہ پر میں نے بطور جنرل سیکرٹری یا صدر مجلس کے کئی کئی مہینے دن رات غور کیا۔ کیونکہ مجلس کے مشن میں ہے کہ مرزائیوں کے خطرناک ارادوں سے مسلمان کا ایمان محفوظ کیا جائے اور مرزائیت کا مقابلہ کیا جائے۔

انگریز حکومت کے باوجود مسلمان عیسائیت کو قبول نہیں کر سکتا اور مرزائیت کو قبول کیوں کر لیا؟۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ مسلمان کے دل کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر میں عیسائی بن جاؤں گا تو اسلام سے خارج ہو جاؤں گا اور اگر مرزائی بن جاؤں گا تو اسلام کے اندر رہوں گا۔ کیونکہ رواج اور عرف' میں گنتی میں' عیسائی مسلمانوں سے باہر اور علیحدہ گنے جاتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں کے اندر گنے اور شمار کئے جاتے ہیں۔

جب تک مسلمانوں میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ جس طرح ہندو ہونا کفر ہے' ہندو ہونے سے آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے۔ اور سکھ ہونے سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسے میں ہندو سکھ' اور عیسائی ہو گیا تو اسلام سے نکل جاؤں گا۔

اگر میں مرزائی ہو گیا تو اسلام سے نکل جاؤں گا

جب تک مسلمانوں میں یہ ذہن پیدا نہیں کیا جائے گا تب تک مسلمان مرزائیت کے فریب سے نہیں بچ سکتا۔ یہ میں نے غور کیا مجلس احرار اسلام کے دفتر میں جو اب مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر ہے۔ اس میں مجلس احرار اسلام آل انڈیا کی میٹنگ تھی۔ اس میں' میں نے تجویز پیش کی کہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ مسلمانوں سے مرزائیوں کو جدا اور علیحدہ قومیت دے دی جائے اور ان کی گنتی جدا کی جائے۔ اور ان کے حقوق اور ملازمتیں متعین کر دی جائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ مرزائی مسلمان نہیں اور اسلام سے خارج ہیں۔

ہمارا ذہن یہ تھا کہ جب یہ قانون بن جائے گا تو موجودہ ناواقف مسلمان اور آنے والی نسلیں سمجھیں گی کہ یہ مرزائی مسلمانوں سے علیحدہ کوئی قوم ہے جیسے ہندو' سکھ' اور عیسائی مسلمانوں سے علیحدہ قومیت رکھتے ہیں۔ جب قانون بن جائے گا تو جس طرح مسلمان خواہ وہ کتنا گنہگار کیوں نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ اسے کیوں نہ لالچ دیا جائے وہ ہندو' سکھ' یا عیسائی ہونا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح وہ کسی طمع اور لالچ دیئے جانے کے بعد ملازمت کے چکر سے مرزائی بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ عیسائی اور ہندو کی طرح مرزائی بننے سے بھی آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے اور کافر ہو جاتا ہے۔

یہ تجویز مجلس احرار اسلام کی اس میٹنگ میں پاس ہو گئی۔ لاہور دہلی دروازے کے باہر احرار پارک میں جلسہ تھا۔ حضرت مولانا بہاؤالحق صاحب قاسمی تشریف لے آئے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرے استاد زادے ہیں۔ جلسہ میں یہ قرارداد یہ پیش کریں گے۔ مولانا موصوف کو جب یہ تجویز قرارداد کی صورت میں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں تھوڑا سا مزید اضافہ کر دو کہ :

یہ تجویز شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پیش کی تھی

یعنی علامہ اقبال نے انگریزوں سے مطالبہ کیا تھا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اور جدا قومیت

قرار دیا جائے۔ کیونکہ نبی کے بدل جانے سے قومیں بدل جایا کرتی ہیں۔ جب نبی بدل گیا تو قوم بدل گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانا گیا تو وہ قوم یہودیت سے خارج ہوگئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جنہوں نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو مانا وہ عیسائیت سے نکل گئے۔ اگر کوئی قوم حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانے گی وہ اسلام سے نکل جائے گی۔ مولانا قاسمی نے یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر اقبال کے اس قول سے نئی تعلیم والے حضرات زیادہ مطمئن ہوں گے۔

چنانچہ مولانا موصوف کی تجویز پر یہ الفاظ بڑھادیئے گئے۔ اس قرار داد اور تجویز کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں اور مرزائیوں میں امتیاز ہوجائے۔ جیسے ہندو اور مسلمان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سکھ اور مسلمان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ عیسائی اور مسلمان علیحدہ علیحدہ ہیں اسی طرح مرزائی اور مسلمان بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ آدمی جب ہندو ہوگا تو بھی اسلام سے خارج ہوگا۔ جب سکھ ہوگا تو بھی اسلام سے خارج ہوگا اور جب عیسائی ہوگا تو بھی اسلام سے خارج ہوگا۔ اسی طرح آدمی جب مرزائی ہوگا تو بھی اسلام سے خارج ہوگا۔ مثلاً"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار آدمیوں نے نبی مانا۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے۔ ان چار آدمیوں میں سے تین آدمیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا۔ یہ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو سچا مانتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے سے یہودیت سے نکل کر عیسائیت میں داخل ہوگئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ ان تین آدمیوں میں سے دو مسلمان ہوگئے اگرچہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا مانتے ہیں لیکن عیسائیت سے خارج ہوگئے اور مسلمانوں میں شامل ہوگئے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد انگریز کے خودکاشتہ پودا مرزا غلام احمد کو نبی مانے گا وہ بھی اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ اگر مرزا غلام احمد کو ایک سیکنڈ کے لئے بالفرض نبی مانے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا۔ اگر مرزا غلام احمد کو فقط مسلمان کہدے تو بھی وہ اس کے ماننے والوں کی طرح اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ کیونکہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ جب سچے نبی کو ماننے سے پہلے نبی کی امت سے خارج ہوجاتا ہے جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے۔ اگر کوئی جھوٹے کو مان لے تو وہ کیسے پہلے نبی کی امت میں رہ سکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرزائی آدمی اسی طرح اسلام سے خارج ہوجاتا ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والا یہودیت سے اور حضور ﷺ کو ماننے والا عیسائیت سے خارج ہوجاتا ہے۔

یہ مطالبہ ہمارا کانفرنسوں میں جلسوں میں قرار دادوں کے ذریعے ہوتا رہا لیکن ہماری گورنمنٹ نہیں مانتی تھی۔ پاکستان بن چکا تھا۔ مجلس احرار اسلام نے اس مطالبہ کو منوانے کے لئے "یوم مطالبہ" کا اعلان کیا۔ رمضان المبارک کا آخری جمعہ مقرر ہوا کہ پاکستان کی تمام مساجد میں اس مطالبہ کو منوانے کے لئے ریزولیشن پاس کئے جائیں گے۔ جمعہ کی رات کو مساجد کے مولوی صاحبان بلالئے گئے اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ تم نے یہ

تجویز اپنی مساجد میں پاس نہیں کرنی ہوگی۔ وہ قرار داد چونکہ اخبارات کے ذریعے اور اشتہارات اور خطوط کے ذریعے چھاپ کر روانہ کردی گئی تھی۔ اس ضمن میں ایک بات اور سماعت فرمایئے۔

مجھے ایک مسلمان افسر نے بتایا کہ میں نے اپنے عیسائی افسر جو ڈی آئی جی تھا‘ سے پوچھا کہ تم نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کس لئے بنایا تھا....؟ اس نے کہا :

”اس لئے بنایا تھا کہ مسلمان لڑتے ہیں جھگڑتے ہیں‘ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور جنگ کرتے ہیں‘ مقدمے کرتے ہیں۔ جب ان کے سامنے محمد ﷺ کا نام آتا ہے تو یہ پھر اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ ہم نے تو مسلمانوں میں افتراق اور پھوٹ ڈالنے کے لئے مرزا غلام احمد کو نبی بنایا تھا تاکہ ایک مرکز پر مسلمان اکٹھے نہ رہیں“ ۔

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مسلمان سب اکٹھے ہوگئے۔ کیونکہ مسلمان میں حضرت محمد ﷺ کی عزت اس طرح آج بھی موجود ہے جو ایک سچے مسلمان میں ہونی چاہیے۔ اگرچہ حالات بدل چکے تھے۔ گرفتاریاں ہورہی تھیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ شیخ حسام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ماسٹر تاج الدین انصاری جیل میں تھے۔ صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ بھی جیل میں تھے خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے سخت بیمار تھے۔ میں اکیلا دفتر میں تھا گورنمنٹ نے اخبارات میں لکھنا شروع کیا کہ مسئلہ ٹھیک ہے۔ لیکن کسی سیاسی پارٹی کو اپنا سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے یہ بات آلہ کار نہیں بنانے دیں گے‘ اور اخبارات کو پابند کردیا گیا کہ وہ ختم نبوت پر کچھ نہ لکھیں۔ جب چاروں طرف سے اندھیرا ہوگیا۔

ایک دن میرے دل میں یہ بات آئی

دفتر میں موجود حضرات سے میں نے دریافت کیا کہ مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کا کسے پتہ ہے۔ کیونکہ وہ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور ہم دیوبندی فکر رکھنے والے تھے۔ ہمارا ان کے ہاں یا ان کا ہمارے ہاں آنا جانا نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان سے تعارف تھا۔

ساتھیوں میں سے ایک دوست نے کہا کہ وہ دہلی دروازہ لاہور کے بالکل قریب مسجد وزیر خاں میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا چلو مجھے وہاں لے چلو۔ میں ان کے مکان پر گیا۔ ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا میرا نام محمد علی جالندھری ہے۔ کہنے لگے‘ ہاں میں نے عارف والا کے پاس آپ کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا‘ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں۔ میں یہ کہہ کر رو پڑا۔ میں نے مولانا موصوف سے کہا :

”ملک جارہا ہے‘ پاکستان جو اسلام اور خاتم الانبیاء ﷺ کے نام پر اور دین اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں اسلام اور دین کی قدریں ختم کی جارہی ہیں۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت پر حملے ہورہے ہیں۔ کفر آگے آرہا ہے اور مرزائیت کا سیلاب آرہا ہے کہ یہ ملک باقی نہیں رہے گا۔ میں دیوبندی ہوں‘ آپ بریلوی

ہیں۔ ہم ملک میں تھوڑے ہیں' آپ زیادہ ہیں۔ آپ بریلوی مکتب فکر کے عظیم رہنما ہیں۔ میں آپ کے دروازے پر حضرت محمد ﷺ کی عزت کا سوال لے کر آیا ہوں۔ میری آپ باتیں سن لیں' اگر میں سچ کہتا ہوں تو آپ ہمارا ساتھ دیں اور اگر آپ میری باتوں کو غلط سمجھتے ہیں تو میری تسلی کردیں" ۔

اگر آپ لوگ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے

تو میں اعلان کردوں گا۔ میں نے ایک تقریر کرنی ہے لوگو۔ اس کے بعد پھر زندگی بھر تقریر نہیں کرنی۔ آکر سن لو۔ اور لاہور میں تقریر کروں گا۔ اس تقریر میں سب کچھ بتادوں گا کہ مرزائی یہ کررہے ہیں' یہ کررہے ہیں' وہ فلاں سازش کررہے ہیں' فلاں کررہے ہیں۔ جو بتانے والی باتیں ہیں وہ بھی بتاؤں گا اور جو نہیں بتانے والی باتیں وہ بھی بتاؤں گا۔ اور پاکستان کے عوام مسلمانوں سے کہہ دوں گا کہ اب میں گھر جارہا ہوں' واپس نہیں آؤں گا۔ پھر قیامت کے دن جناب خاتم الانبیاء ﷺ کے دربار عالیہ میں یہ کہہ دوں گا کہ جن کی اکثریت ملک میں تھی ان کے پاس آپ ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کی عزت وناموس کے نام پر بھیک مانگنے گیا تھا۔

مولانا! تم میرے پیروں کو آج تک کافر کہتے رہے ہو اور میرے استادوں کو بے ایمان کہتے رہے ہو۔ ہمارے رہنماؤں کو تم کافر کہتے رہے ہو۔ ان سب چیزوں کے باوجود میں نبی علیہ السلام کی عزت اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اور حضور ﷺ کی شان بچانے کے لئے تمہارے دروازے پر بھیک مانگنے آیا ہوں۔ میں سب کچھ چھوڑ کر تمہارے دروازے پر آیا ہوں۔ میری باتیں سن کر میرا ساتھ دیں یا پھر مجھے قائل کریں۔ اگر تم میرا ساتھ نہیں دوگے تو میں قیامت کے دن آپ کا دامن پکڑ کر حضور ﷺ سے کہہ دوں گا کہ ان کی ملک میں اکثریت تھی' میں ان کے دروازے پر آپ ﷺ کی عزت کا سوال لے کر بھیک مانگنے گیا تھا انہوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

مولانا فرمانے لگے کہ " فرمایئے" میں نے کہا' یہ بات ہے۔ انہوں نے کہا' اس کا مجھے پتہ ہے۔ اس کے بعد میں نے کہا یہ بات ہے' انہوں نے کہا کہ اس کا بھی مجھے علم ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بات ہے' انہوں نے کہا کہ اس کا بھی مجھے پتہ ہے۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟۔ میں نے کہا کہ ایک تو کانفرنس کرنی ہے آپ اس میں شرکت کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم شرکت کریں گے۔ اور وہ پریس کانفرنس میں تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ فوت ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمائے اور ختم نبوت کی برکت سے ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ دور رہ کر بدگمانیاں ہوتی ہیں۔ مسائل میں اختلاف اپنے مقام پر ہے لیکن وہ متعصب نہیں تھے۔ جیل کے ایام میں وہ دیوبندی امام کے پیچھے

نمازیں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد دوبارہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ہدایت پر مولانا غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ملے اور تحریک کی صدارت کے لئے آمادہ کیا۔

اس کے بعد ہم نے کنونشن کی اس میں تشریف لائے۔ پیر صاحب سیال شریف کو انہوں نے بلایا' گولڑے والے پیر صاحب کو انہوں نے بلایا' پاکپتن والے پیر صاحب کو انہوں نے بلایا۔ پاکستان کی ساری گدیوں والوں کو انہوں نے بلایا۔ برکت علی ہال میں جو کنونشن ہوئی تھی جتنے بریلوی مکتب فکر کے نمائندے اکٹھے ہوئے وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس عمل کا صدر مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کو بنادیا۔ ادہر مرزا محمود کا اعلان ہوگیا تھا کہ :

"میں ۵۳ء نہیں گذرنے دوں گا۔ وہ کہہ رہا تھا' میں دیکھ رہا ہوں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اس کے بھائی مصر میں مجرموں کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے۔ اسی طرح میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے دشمن میرے سامنے مجرم بن کر پیش ہوں گے" ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مخالف میرے ماتحت ہوجائیں گے اور سلطنت مرزائیوں کی ہوجائے گی۔ اور اس نے اپنی جماعت سے کہا کہ " ۵۳ء نہ گذرنے دو اور ایسے حالات پیدا کردو کہ ہمارے مخالف مجبور ہوجائیں مرزائیت قبول کرنے پر " ۔

اس عرصہ میں مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک قادیانی مبلغ گیا اور مولانا سے کہا کہ یہ کتاب آپ نے پڑھی ہے۔ مولانا نے کہا کہ یہ کتاب مرزائیوں کی ہے۔ میں نے نہیں پڑھی۔ اس نے کہا' آپ نے کیوں نہیں پڑھی؟۔ ولانا نے کہا' میں نہیں پڑھتا کوئی مجبوری ہے۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب کہاں بیٹھے ہو۔ تم مجبور ہوجاؤ گے ہماری کتابیں پڑھنے پر اور مرزائیت قبول کرنے پر۔ ہم ایسے حالات پیدا کردیں گے کہ تمہیں سوائے ہماری جماعت کے اور کوئی جگہ نہیں ملے گی اور ہم تمہیں مرزائی کرکے چھوڑیں گے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کی کوششوں سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر سارا ملک اکٹھا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگئی اور خداوند کریم کی ایسی کرم فرمائی ہوئی کہ سارے مذہبی طبقے اکٹھے ہوگئے۔ اور خدا جانے مجھے تو پتہ نہیں کیونکہ میں ولی نہیں۔ اللہ کے ولی کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے۔ لیکن دل یہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ ختم نبوت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کام کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرمایا تھا (خواب میں) کہ محمد علی! تو ورد وظائف زیادہ پڑھتا ہے' نفلیں زیادہ پڑھتا ہے' حالانکہ میری ختم نبوت پر کتنے حملہ آور ہورہے ہیں۔ اس کے بعد مولانا مونگیریؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ساری زندگی کام کیا۔ آپ فرض عبادت اور سنت

موکدہ ادا کرتے تھے اور نوافل وغیرہ چھوڑ دیتے تھے۔ درود وظائف پر جس قدر وقت خرچ کرنا تھا وہ مرزائیت کی تردید پر خرچ کرتے تھے۔

اسی طرح شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ نے خواب میں یہ فرمایا کہ اے عبدالحق مدینہ چھوڑ دے اور میرے دین کی جاکر حفاظت کر اور میری امت کے ایمان کی نگہبانی کر۔ چنانچہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ چھوڑا اور ہندوستان آگئے۔

حضرت مولانا پیر مہر علی صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جب ہجرت کرکے ہندوستان سے حجاز چلے گئے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے گئے تھے۔ پیر صاحب' حاجی صاحب سے بیعت ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب نے بیعت کرنے کے بعد فرمایا کہ پیر صاحب حج سے فارغ ہوکر واپس ہندوستان چلے جاؤ۔ ہندوستان میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے' آپ کے وہاں رہنے سے مسلمانوں کا ایمان بچے گا۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود لکھا ہے کہ اگرچہ میں نے اس فتنہ کے متعلق دریافت نہیں کیا کہ کونسا فتنہ ہے۔ لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس فتنہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ ہے۔ خدا جانے ۵۳ء میں حضور ﷺ نے خواب میں کس کس کو کیا فرمایا ہوگا۔ اللہ کی رحمت نے کس کس کو ابھارا ہوگا۔

ایک بات ذرا سوچ لیں۔ دیوبندی اور بریلوی اختلاف ملک میں ہورہا تھا اور کتنے جھگڑے ہوتے رہے۔ لیکن ایمان داری کی بات یہ ہے کہ ختم نبوت کی برکت سے سارے اکٹھے ہوگئے اور اکٹھے بھی ایسے ہوگئے کہ کوئی کسی پر بدگمان نہ ہوا۔ پھر ایک دوسرے کو یہ کہتے رہے کہ ہم تو ایک دوسرے سے ویسے ہی دور رہے۔ مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے :

" شاہ جی! میں نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں تھا کہ آپ کتنی بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ بڑا افسوس ہے کہ اس وقت تک میں آپ سے دور کیوں رہا؟ " ۔ اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ سے " ہم تو ایک دوسرے سے دور ہی رہے۔ آپ تو بڑی ہی خوبیوں کے مالک ہیں " ۔

یہ تحریک ختم نبوت کس طرح چلی یہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ہی چلائی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کام کررہی تھی۔ بزرگان اسلام مشائخ عظام کی دعائیں تھیں خدا نے کامیابی دی۔

ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ جس جس نے تحریک ختم نبوت میں غداری کی اور ختم نبوت کے رضاکاروں پر ظلم کیا اور ختم نبوت کے پروانوں پر تشدد کیا' اگر آپ حضرات ان کی فہرست بنالیں اور پھر ہر کسی کا حشر دیکھیں۔ خدا نہ کرے کہ کسی مسلمان کا حشر ایسا ہو۔ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ اس پر ایک مثال سنیں بات سمجھ میں آجائے گی۔

ایک عورت جس کا خاوند مرگیا تھا' وہ رورہی تھی اور رو رو کر کہہ رہی تھی "اے ربا! میرے خاوند کی اتنی بڑی زمین تھی' دانے کون وصول کیا کرے گا۔ ایک آدمی ان کی برادری کا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ

بہن رونہ' میں وصول کروں گا۔ اس عورت نے کہا کہ اتنے مکان ہیں ان کے کرائے کون وصول کرے گا۔ اس مرد نے کہا کہ جہاں ہم اپنے مکانوں کے کرائے وصول کریں گے وہاں تمہارے مکانوں کا کرایہ بھی وصول کرلیں گے۔ اس نے کہا کہ اگر میں کسی دوسرے شہر میں چلی جاؤں گی تو مجھے یہ کرایہ جات کون دینے آیا کرے گا؟ اس مرد نے کہا میں دینے آیا کروں گا۔ اس نے کہا اس قدر روپیہ لوگوں سے قرض لینا ہے وہ کون لے آئے گا۔ اس نے کہا' بہن یہ سارے کام میں کروں گا" ۔ اس عورت نے ایک لمبی چیخ ماری اور رو کر کہا" میرے خاوند نے فلاں آدمی کا اتنا قرضہ دینا ہے' فلاں کا اتنا قرضہ دینا ہے' فلاں کے اتنے پیسے دینے تھے وہ کون دے گا " ۔ وہ آدمی برادری کی طرف منہ کرکے کہنے لگا" بے شرمو ! سب خاموش بیٹھے صبح کا میں اکیلا بول رہا ہوں۔ تم بھی تو بولو۔ باری باری بولو۔ سب کچھ میں نے اپنے ذمہ پالیا ہے۔ کوئی تو تم میں سے بھی قرض اپنے ذمہ لے لے " ۔

تو کچھ ایسے بھی تھے کہ شروع میں تو تحریک ختم نبوت کی مخالفت کرتے رہے۔ پھر جب دیکھا کہ بدنامی ہوگی تو ساتھ ہوگئے' مجلس عمل بن گئی تو اس میں شریک ہوگئے' جب سارا ملک اکٹھا ہوگیا تو شریک ہوگئے۔ لیکن جب گرفتاریاں شروع ہوئیں تو بھاگ گئے۔ یعنی اس تحریک میں ہر شخص کے ایمان کا پتہ چل گیا۔ بظاہر وہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن یاد رکھو کہ اس تحریک کے صدقے ایک وقت آئے گا کہ قادیانی اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ ہمت کرو اور اس مسئلہ کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کردو۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین

بقیہ حقیقت حج

اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو' توبہ کرو۔ اس سے مایوس نہ ہو' جب تک موت نظر نہ آئے توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کی اقتدا میں حتیٰ الامکان کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا اور سنتا ہے جیسا کہ اس سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح بے باک بھی مت ہو۔ اس سے ہر وقت ڈرتے رہو' چلتے پھرتے' کھاتے پیتے' سوتے جاگتے' ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو۔ اگر ذکر کرتے رہو۔ اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے وقت آخری سانس تک ذکر جاری رہے گا اور موت کے بعد جب اٹھو گے اور قیامت قائم ہوگی تو آقائے نامدار ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

دعا کرو کہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو اور آقائے نامدار ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔

یادِ رفتگاں

مولانا ابوالحسن علی ندوی ؒ کا سانحہ ارتحال

صاحبزادہ طارق محمود

عالم اسلام کی نابغہ روزگار شخصیت 'عظیم دینی اسلامی سکالر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی المعروف علی میاں گزرنے والی صدی عیسوی کے آخری روز داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے لوگ آئے روز پیدا نہیں ہوتے۔ مولانا مرحوم علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے۔ ان کی وفات سے عالم اسلام کے مسلمان ایک ایسی عظیم ہستی سے محروم ہو گئے ہیں جو اسلامی علوم و فنون کا سرچشمہ تھی۔ دعوت و تبلیغ 'تصنیف و تالیف' فلاح و اصلاح اور اتحاد عالم اسلام تمام شعبوں میں مولانا علی میاں نے اپنی استعداد سے بڑھ کر حصہ لیا۔ اپنے جذبہ خلوص اور للّٰہیت کی بنا پر مولانا مرحوم اسلامیان عالم کے دلوں کی دھڑکن بن گئے تھے۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا تعلق لکھنو سے 40 میل دور رائے بریلی یوپی کے ایک نہایت معزز اور قابل احترام سید خاندان سے تھا۔ ان کا شجرہ نسب کئی حوالوں سے نواسہ رسول حضرت حسن بن علیؓ سے ملتا ہے۔ مولانا مرحوم کے جد امجد سید قطب الدین بن محمد المدنی 607ھ میں مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کے والد گرامی حکیم سید عبدالحئی لکھنوی عربی 'فارسی اور اردو کے عالم اور فاضل تھے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ابتدائی دینی تعلیم گھر سے پائی۔ ان کا گھرانہ علم کا گہوارہ تھا۔ مولانا نے قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے حفظ کیا تھا۔

مولانا علی میاں رابطہ عالم اسلامی 'موتمر عالم اسلامی کے تاحیات رکن تھے۔ انہوں نے ساری زندگی ندوۃ العلما کی سرپرستی فرمائی۔ تصنیف و تالیف کا میدان ہو یا تدریسی محاذ مولانا نے یکساں طور پر خدمات سرانجام دیں۔ مولانا دمشق اکیڈمی ادبیات کے رکن رہے۔ شاہ فیصل کی قائم کردہ مدینہ یونیورسٹی کی مجلس تاسیس کے رکن بنائے گئے۔ 1981ء میں انہیں کشمیر یونیورسٹی سری نگر نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی۔ ایک سال قبل مولانا مرحوم کو متحدہ عرب امارات میں حکومت دوبئی نے اول

درجے کی اسلامی شخصیت کا ایوارڈ دیا۔ جس کی مالیت دس لاکھ روپیہ تھی' ملنے والی یہ رقم مولانا نے بھارتی مسلمانوں کے رفائی اداروں کی نذر کردی۔ 1980ء میں مولانا علی میاں کو فیصل ایوارڈ دیا گیا جس کی مالیت ایک کروڑ روپیہ تھی۔ یہ تمام رقم مولانا نے جہاد افغانستان کے لئے وقف کردی۔ مولانا مرحوم جس خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے اس نے عملاً جہاد کا ہمہمہ اور جذبہ برقرار رکھا۔ سید احمد شہیدؒ نے سرزمین بالاکوٹ کے سنگریزوں کو اپنے خون سے گلنار کیا۔ روح جہاد کا وہی ولولہ مولانا کو وراثت میں ملا تھا یہی وجہ تھی کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے سعودی حکومت سے ملنے والی خطیر رقم جہاد افغانستان کی نذر کردی۔ مولانا کی پہلی تصنیف سیرت سید احمد شہیدؒ بھی ان کے عقیدہ جہاد سے تعلق اور شوق کی غمازی کرتی ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دینی علمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اس لحاظ سے مولانا علم ودانش اور حکمت وفراست کا پہاڑ نظر آتے ہیں۔ مولانا اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک مستقل ادارہ تھے۔ مولانا تقریباً 300 کتب کے مصنف تھے۔ بے شمار مضامین' مقالات اور چھوٹی موٹی کتب اس کے علاوہ ہیں۔ بعض کتب تو اس پایہ کی ہیں کہ ان کے کچھ حصے نصاب تعلیم کی زینت بنے۔ مولانا مرحوم کی تحریر کردہ کتب نے بہت شہرت پائی۔ مسلمانوں کے زوال کے حوالہ سے ''مسلمانوں کے انحطاط سے دنیا نے کیا کھویا'' ان کی تصنیف بڑی پراثر ہے۔ اسی کے باعث مولانا عرب میں متعارف ہوئے۔ مولانا علی میاں ایک روشن خیال' دردِ دل رکھنے والے دور اندیش مفکر تھے۔ مغرب کے تعلیمی اداروں کے اثرات پر وہ گہری نظر رکھتے تھے۔ چنانچہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے مولانا نے بڑی تگ ودو کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی میں اسلامی علوم کا شعبہ قائم کروایا۔ جو مولانا کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ عالمی رابطہ اسلامی کا قیام بھی مولانا کی ہی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ 1985ء میں رمضان المبارک میں اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ آج ہر اسلامی ملک میں اس کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اس ادارے کا قیام مولانا مرحوم کا صدقہ جاریہ ہے یہ تنظیم فرقہ واریت' فروعی اختلافات اور سیاسی آلودگیوں سے قطع نظر صرف اسلامی ادب کی تخلیق اور امت مسلمہ کی خدمت اور صحیح رہنمائی کے لئے سرگرم عمل ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی بلاشبہ عالمی سطح کے دینی' مذہبی اور روحانی رہنما تھے۔ اپنے علمی اور فکری مقام کی وجہ سے انہیں پورے عالم اسلام میں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ خاص طور پر عرب ممالک تو ان کے علمی کمالات کے گرویدہ ہیں۔ عربی نثر نگاری میں مولانا کا جواب نہیں۔ یہ فن بھی

انہیں وراثت میں ملا تھا۔ مرحوم عربی انشاپردازی میں صاحب طرز ادیب تھے۔ عرب زبان دان بھی ان کی فنی مہارت کے معترف ہیں۔ مولانا علی میاں علامہ اقبالؒ کے شیدائی اور مولانا ظفر علی خانؒ کے مداح تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ عرب میں اقبال کو جس شخصیت نے متعارف کروایا وہ مولانا ابوالحسن علی ندوی ہی ہیں۔ مولانا کا وجود پورے عالم اسلام کے لئے علمی اور روحانی طور پر خیر وبرکت کا ذریعہ تھا۔ عرب ممالک کے عالمی ادب اسلامی کے صدر ڈاکٹر عبدالقدوس ابو صالح اپنی تقریروں اور تحریروں میں مولانا کو برکتہ العصر (موجودہ زمانے کی برکت) قرار دیا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں دینی حلقوں میں یہ بات عام ہے کہ مولانا مستجاب الدعوات تھے۔ بھارتی مسلمانوں کے لئے مولانا مرحوم کا وجود ڈھال اور ان کی ڈھارس کا ذریعہ تھا۔ بھارت میں مسلم پرسنل لا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مولانا نے اس سنگین مسئلہ کو سابق بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سامنے پیش کر کے حل کروایا۔ یہ ان کی بھارتی مسلمانوں سے خیر خواہی اور ہمدردی کی زندہ مثال ہے۔ مولانا جب تک میدان عمل میں رہے انتہا پسند ہندوؤں سے بھارت کا مسلمان محفوظ رہا۔ جوں ہی مولانا بستر علالت پر گرے ہندوؤں کی شر انگیزی میں اضافہ ہو گیا بابری مسجد کا سانحہ اسی کا شاخسانہ تھا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کا دل تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے یکساں دھڑکتا تھا۔ پاکستان اور اہل پاکستان سے ان کی محبت اور عقیدت ڈھکی چھپی نہ تھی۔ پاکستان کی سلامتی بقاء اور مضبوطی کے لئے مولانا اس طرح دعائیں مانگتے کہ ان کا چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ آخری بار مولانا 1997ء میں پاکستان تشریف لائے۔ مولانا مرحوم جس تقریب میں شامل ہوئے پاکستان اور اہل پاکستان کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے رہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دینی خدمات، علمی کمالات کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے ساری زندگی احیائے دین، تعلیمات اسلامی کے فروغ اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے گزار دی۔ 1913ء میں تکیہ رائے بریلی سے طلوع ہونے والا علم وفضل کا آفتاب 31 دسمبر 1999ء کو بالآخر غروب ہو گیا۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ادارہ

حقیقت حج

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کا خطاب

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی ۰

آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہونا میں فضول اس وجہ سے سمجھتا تھا کہ بڑے بڑے حضرات موجود ہیں اور ان کی تقاریر برابر ہوتی رہی ہیں۔ میں نہ اعلیٰ درجے کی تقریر کر سکتا ہوں اور نہ اس میدان کا ماہر ہوں اور اب میں کمزور بھی ہو گیا ہوں مگر مجھ کو بار بار حکم دیا گیا اس لئے کچھ روشنی عبادت حج کے متعلق ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے بزرگو! تمام عالم میں ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ آزاد رہے دوسرے کا تابعدار ہو کر نہ رہے۔ کسی کی تابعداری اس وقت ہوتی ہے جبکہ تابعداری پر مجبوری ہو۔ تابعداری کے تین اسباب ہیں :

(1)------ایک یہ کہ نفع کی امید ہو۔ بادشاہوں اور مالکوں کی تابعداری اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ نفع پہنچائیں گے اور حاجت رفع کریں گے۔

(2)------دوسرا سبب نقصان کا اندیشہ ہے یعنی کسی شخص سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو کہ مارے گا اگر اس کی تابعداری نہ کی تو اس سے نقصان پہنچے گا۔

(3)------تیسرا سبب تابعداری کا محبت ہے کسی سے محبت ہو تو اس کی محبت کی وجہ سے اس کی تابعداری کی جاتی ہے محبوب اگرچہ کمزور ہو اس سے نہ نفع کی امید ہو نہ نقصان کا اندیشہ۔ دیکھو ماں باپ اولاد کی تابعداری کرتے ہیں۔ بچے جو مطالبہ کرتے ہیں ماں باپ اس کو پورا کرتے ہیں۔ صرف محبت کی وجہ سے ماں باپ بچے کی تابعداری کرتے ہیں اس کی ہر بات کو مانتے ہیں اور اس کی پرورش کرتے ہیں حالانکہ ان کو بچہ سے نفع کی کوئی امید نہیں نہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ انسان محبوب کی تابعداری کرے۔

شاعر کہتا ہے :

؎ ان المحب لمن یحب مطیع

تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس کے حکم کے خلاف کرتے ہو یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے۔

عاشق کی تو شان یہ ہے :

بناری هواه ثم یکتم سره
ویخشع فی کل الامور ویخضع

حاصل کلام یہ ہے کہ تابعداری کے یہی تین اسباب ہیں جو ایک کو دوسرے کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میں یہ تینوں اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس قدر نفع کی امید ہے کہ دنیا میں کسی سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا مربی' سب کا نگران' سب کا پیدا کرنے والا اور سب کا پالنے والا ہے۔ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اس قدر نفع نہیں پہنچا سکتا :

" وللّٰه ملك السموات والارض ۰ مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعزمن تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علیٰ كل شی قدیر"

جسے چاہتا ہے شہنشاہ بنا دیتا ہے' جسے چاہتا ہے غریب رکھتا ہے' سب کچھ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں سب اسی کی ہیں : " وما بكم من نعمة فمن اللّٰه "اس کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں جو تم کو مل رہی ہیں ان گنت اور بے شمار ہیں تم جو مانگتے ہو وہ تم کو دیتا ہے : "واتكم من كل ماسئاء لتموه "اس لئے اللہ تعالیٰ سے نفع کی امید جتنی تمام مخلوق کو ہے اور ہو سکتی ہے اتنی اور کسی سے نہیں۔ ہم دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی میں اللہ ہی کے محتاج ہیں وہ ہر چیز کو محیط ہے۔ مطلع ہے' کوئی اس کے احاطہ سے خارج نہیں۔ اسی طرح نقصان کا اندیشہ جتنا اس سے ہے اور کسی سے نہیں۔ جابجا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے تمہارے معبود ہیں ان سب کے اندر نہ مالکیت نفع کی ہے نہ مضرت کی : " افتعبدون من دون اللّٰه مالا ینفعكم شیاولا یضركم "خدا کے سوا کسی سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں۔ اگر اللہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے اور تمام مخلوق مل کر اس کو نقصان پہنچانا چاہے تو نقصان نہیں پہنچ سکتا اور اگر خدا کسی کو نقصان پہنچانا چاہے اور سارا جہان مل کر بھی اس کو نفع پہنچانا چاہے تو نفع نہیں پہنچ سکتا۔ حقیقتاً نفع کی امید اور نقصان کا اندیشہ اسی سے ہے جسے چاہے نواز دے' جس کو چاہے بادشاہ بنا دے' جس کو چاہے مریض بنا دے' مالک الملک ہے' جسے چاہے ہر طرح کی نعمتوں

سے مالا مال کر دے جسے چاہے مصیبت میں ڈال دے جسے چاہے مصیبتوں سے نجات دیدے' ہر چیز کا جاننے والا' ہر ایک کو پالنے والا وہی خداوند کریم ہے۔ صفت مالکیت کی وجہ سے جنات اور ملائکہ پر بھی اس کی تابعداری ضروری ہے۔ اس کی صفت مالکیت کا تقاضا ہے کہ ہمیشہ اس کی تابعداری کی جائے۔ کیونکہ اس کو اگر راضی کیا جائے گا تو ہر قسم کی نعمتیں پہنچیں گی اور اگر اس کو ناراض کیا جائے گا تو ہر ایک نقصان کا اندیشہ ہے۔ تیسری وجہ تابعداری کی محبت ہے۔ محبت کے چار اسباب ہوتے ہیں۔

(۱)......کمال (۲)......جمال (۳)......احسان (۴)......قرب

(1)-----کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے تو اس سے اس کمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔

ے کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز میں جس قدر کمال رکھتا ہے دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا۔

(2)-----دوسرا سبب جمال ہے۔ حسن و جمال بھی محبت کا سبب ہوتا ہے۔ سورج' چاند' ستارے' فرشتے اور انسانوں میں مرد اور عورت میں جو بھی حسن اور جمال پایا جاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ دینے والا وہی چیز دے سکتا ہے جو خود اس کے پاس موجود ہو۔ جبکہ ہر ایک شے میں جو کچھ بھی حسن و جمال ہے وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے تو خود خدا کے اندر حسن و جمال کا ہونا بلکہ سب سے زیادہ اور سب سے اکمل و اعلیٰ درجہ کا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے: "ان اللّٰہ جمیل ویحب الجمال" کسی میں کوئی جمال ہے تو اس کا مبدأ' ذات باری تعالیٰ ہے۔ چودھویں رات کے چاند میں جو جمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ حیوانات' جمادات' فرشتے' انسان' مرد اور عورتوں میں جو بھی حسن و جمال ہے وہ سب اسی کا ہے۔ جس مخلوق میں تھوڑا سا بھی حسن ہوتا ہے اس پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ چکور کو چودھویں رات کے چاند سے محبت ہے' بلبل کو گل سے۔ وہ خدا جس نے سب کو حسن و جمال عطا فرمایا ہے خود اس میں جتنا حسن و جمال ہے کسی چیز میں نہیں۔

(3)----- تیسرا سبب محبت کا احسان ہے: "الانسان عبدالاحسان" کیا اللہ تعالیٰ کے احسان کے برابر کسی کا احسان ہو سکتا ہے۔

کیا اللہ جیسا محسن کوئی ہو سکتا ہے۔ ماں باپ کو دیکھئے کہ ان کا احسان اپنی اولاد پر جتنا ہوتا ہے کسی کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ کی صفت خالقیت کے مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہر انسان بلکہ ہر مخلوق پر جس

قدر ہے کسی کا بھی نہیں۔ ہم کو ہمارے ماں باپ کو وجود سے نوازا۔ دیکھنے اور چلنے پھرنے کی طاقت سب اس نے دی۔ خدا کا احسان ہر مخلوق پر جب سب سے زیادہ ہے تو چاہئے کہ اس سے محبت بھی سب سے زیادہ اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس جیسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس کو پیدا کرنے سے پہلے زمین و آسمان اور اس کی راحت کے تمام ساز و سامان پیدا کر دیئے: " خلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوھن سبع سموات "یعنی انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی اس پر احسانات کی بارش فرمائی۔ پیدا کرنے کے بعد اس قدر احسانات کئے کہ ان کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں: "واتاکم من کل ماسالتموہ وان تعدو نعمتہ اللہ لاتحصوھا" تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کر دیا: " خلق لکم مافی الارض جمیعا" اور صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا: " الم تروان اللّٰہ سخرلکم مافی السموات ومافی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنہ" یہ سب کے سب تمہاری اطاعت کرتے ہیں' تمہاری خدمات میں لگے ہوئے ہیں' بیگار میں' کوئی تم سے اپنی خدمات کی مزدوری طلب نہیں کرتا۔ بغیر اجرت کے شب و روز تمہاری خدمات میں ہر ایک مخلوق لگی ہوئی ہے۔ چاہے آسمان میں ہو یا زمین میں' یہاں تک کہ فرشتے تمہاری خدمات کرتے ہیں۔ فرشتوں میں اعلیٰ درجے کے مقرب فرشتے حاملین عرش بھی تمہارے لئے مسخر ہیں اور شب و روز دعا گوئی کرتے ہیں:

" الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون للذین آمنو ربنا وسعت کل شی رحمۃ وعلما فاغفرللذین تابوا واتبعوا سبیلك وقھم عذاب الجحیم ۰ ربنا وادخلھم جنات عدن ن التی وعتھم ومن صلح من آبائھم واز واجھم وزریاتھم انك انت العزیزالحکیم وقھم السیات ومن تق السیات یومئذفقدرحمۃ وذلك ھوالفوز العظیم ۰"

یہ فرشتے تمہارے لئے' تمہاری اولاد کے لئے' تمہاری بیویوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عام فرشتوں کو تمہارے لئے مسخر اور تابعدار بنادیا۔ وہ تمہاری خدمات کرتے ہیں' تمہاری حفاظت کرتے ہیں' بادلوں کو چلانا' پہاڑوں کی حفاظت کرنا' دریاؤں کو چلانا' یہ سب کام ان کے ذمے ہیں اور یہ ساری خدمات مفت بلا معاوضہ کرتے ہیں۔ تم سے اس پر تنخواہ یا اجرت اور مزدوری نہیں

طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان انسان پر بالخصوص مسلمانوں پر جس قدر ہے اتنا کسی پر نہیں۔ اس لئے اگر احسان کی وجہ سے محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ سے کی جانی چاہئے اور اس جیسی محبت کسی سے نہ ہونی چاہئے۔

(4)------چوتھا سبب قرب' قرابت داری کی وجہ سے بھی محبت کی جاتی ہے۔ بیٹا قریب ہے باپ کا بلکہ جزو ہے۔ بھائی جزو ہے باپ کا۔ ماں باپ اولاد وغیرہ کی محبت قرابت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اب دیکھو کہ خدا تمہارے کس قدر قریب ہے تم خود بھی اپنی ذات سے اس قدر قریب نہیں ہو :

" لقد خلقنا الانسان ونعلم ماتوسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وهومعكم اينماكنتم "اگر قرابت داری کے باعث محبت ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قریب ہے۔ مختلف آیتیں اس پر شاہد ہیں کہ انسان کو خود اپنے سے اور کسی انسان سے اتنا قرب نہیں جتنا اللہ تعالیٰ سے ہے۔ وہ تمہاری روح سے متصل ہے :" وفی انفسكم افلا تبصرون"

میرے بھائیو! محبت کے یہ چاروں سبب اللہ تعالیٰ میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں تو چاہئے کہ اللہ کی محبت بھی ہر چیز سے زائد ہو۔ خدائے پاک کی دو صفتیں ہیں :

نمبر 1 .... جلال نمبر 2 .... جمال

مالک نفع و نقصان کا ہونا صفت جلال کے ماتحت ہے اور محبوب ہونا جمال کی وجہ سے ہے۔ جو عبادات محبت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ ہے اور جو مالکیت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ۔ مالکیت میں ادابت و سنن کا لحاظ ضروری ہے۔ عقل سے سوچ بچار کر کے ہر کام کو کیا جائے۔ دو عبادتیں نماز اور زکوٰۃ صفت مالکیت کے ماتحت مقرر فرمائیں۔ نماز میں :" من اوله الیٰ اخر" ہر جزو میں آداب کی ضرورت ہے۔ اس میں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی تو عتاب ہوگا۔ اسی طرح محبوبیت کا تقاضا ہے کہ محبوب و محبّ کے طریقہ پر عمل کیا جائے :

موسیا آداب داناں دیگر اند
سوخته جاں در داناں دیگر اند

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بے خودی پیدا ہو جائے' محبت میں جتنی بے خودی ہوگی اتنا ہی کمال ہوگا۔

عشق چوں خام است باشدبسته ناموس وننگ
پخته مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل' نزاکت' آراستگی اور ہوش سے نکل جائے۔ عشق جب پورا ہوگا کہ اپنے آپ کو پروانے کی طرح محبوب پر نثار کردے۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانه بیاموز
کاں سوخته جاں شد وآواز نیامد

عشق میں جس قدر بے خودی پائی جائے اسی قدر محمود ہے۔

جب پیت بھئی تب لاج کہاں سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دکھ درد پڑے تو کیا چنتا اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کے اندر ایسا عشق ہونا چاہئے جو نہ بلبل میں ہو نہ پروانے میں' نہ اور کسی کو ایسا عشق نصیب ہو۔

میرے بزرگو! روزہ اور حج یہ دو عبادتیں صفت محبوبیت کی بناپر مقرر کی گئیں اور نماز وزکوۃ صفت مالکیت کی بناء پر۔ اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے پھر دوسروں سے بھی محبت رکھتا ہے تو اسے جھوٹا کہتے ہیں۔ محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضا ہے: " فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا" اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے۔

پہلی منزل محبت کی ہے کہ محبوب کے سوا سب سے منہ پھیر لو۔ روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہمبستری کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ذات مقدسہ کے سوا سب کچھ چھوڑ دیں۔ غیر اللہ کو سامنے بھی نہ لائیں یہ عشق کی پہلی منزل ہے رمضان گزرا شوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی۔ دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے دارودیار کی طرف توجہ کی جائے۔ جہاں اس کا کوچہ ہے' جہاں اس نے دوسروں کو نوازا ہے۔ اس کے درودیوار کے پاس پہنچا جائے اور جمال محبوب کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرا جائے۔ اس کے درودیوار سے چمٹ کر سنگ درکو بوسہ دیا جائے۔

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذالجدار وذا الجدار

وما حب الدیار شغفن قلبی

ولکن حب من نزل الدیار

مجنوں کہتا ہے کہ میں دیار حبیب میں جب پہنچتا ہوں تو اس کے درودیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور مجھ کو ان درودیوار نے مجنوں نہیں بنایا بلکہ گھر والے نے :" من نزل الدیار " نے مجنوں بنایا ہے۔ جس قدر دیار محبوب سے قریب تر ہوتے جاؤ آتش شوق بھڑکتی جائے :

وعدہ وصل چوں شود نزدیك

آتش عشق تیز تر گردو

عاشق کو کہاں زیبا ہے کہ عشق ہو اور لوگوں سے لڑے جھگڑے۔ اس پر شہوت کا غلبہ ہو اور معشوق کی نافرمانی کا صدور ہو :"فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج "عاشق ہمیشہ سرنگوں رہتا ہے۔ عشق کا تقاضا ہے کہ کسی امر میں کسی سے لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ اگر سچا عشق اور سچی محبت لے کر نکلے تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ جاؤ

میرے بھائیو! اللہ پاک کے گھر کی طرف جا رہے ہو اس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ ہمیشہ لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر حال کو دیکھتا ہے اسی کا نام لیتے ہوئے :"لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك "کہتے ہوئے چلو۔ یہ آواز بلند کرتے ہوئے 'اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تواضع وسکون کے ساتھ چلو۔ جس قدر ممکن ہو صبح وشام و دوپہر چڑھتے ہوئے اترتے ہوئے' ہر حال میں :" لبیك اللهم لبیك ....الخ" پڑھتے رہو : لاشریک لک "باربار کہا جاتا ہے۔ سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔

سلے ہوئے کپڑے اتار دو' خوشبو بھی ترک کردو' دو کپڑے بغیر سلے ہوئے پہن لو' سر کو ننگا رکھو' جوتا پہنو مگر پیر کی اوپر کی ہڈی ابھری ہوئی چھپنے نہ پائے' سرمہ نہ لگاؤ' بالوں کو نہ سنوارو' نہانا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے' بالوں کو اکھیڑنا جائز نہیں' شکار مت کرو' غرض کہ دیوانوں کی صورت بناؤ۔ یہ چیزیں تو اس کے لئے ہیں جو ہوش وحواس میں ہو۔ عشاق کو اتنا ہوش کہاں :

نو بہاراست جنوں چاک گریباں مددے
آتش افتاد بجاں جنبش دماں مددے

ہم نے تو اپنا گریباں کیا ہے چاک
اس کو سیا سیا' نہ سیا پھر کسی کو کیا

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش ونشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

جس قدر مکہ معظمہ سے قریب تر ہوتے جاؤ دیوانگی اور جنوں کے آثار بڑھتے جائیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ اور خانہ کعبہ میں آثار صفت جمالیہ ظاہر ہیں۔ ہم کورے ان بزرگوں کی اطاعت اور پیروی میں جو یہ آثار دیکھتے ہیں اللہ کے گھر کے گرد سات چکر لگاتے ہیں' صفا مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔ بہر حال یہ عبادت مظہر عشق ہے اور اللہ تعالیٰ محبوب ہیں اس کے اندر اسباب محبت باالتم الوجوہ پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً محبوب ہیں۔ یہ حج اسی لئے فرض کیا گیا ہے کہ اسی محبوب حقیقی کے پروانے ہو۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا۔ عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اور وہ ناصح کو پتھر مارتا ہے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جان کی قربانی دینے جارہے تھے تو راستہ میں تین جگہ ناصح نادان شیطان نے سمجھایا' باپ کے ساتھ کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے پتھر مارے' اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت کے مینڈھے کو ذبح کرادیا۔ یہ اب شریعت ہے کہ مینڈھے اور دنبے کو ذبح کرنا گویا بیٹے کو ذبح کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز اور انکسار اختیار کرو۔ جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔ اس راہ عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔

" ولو انهم اذ ظلموانفسهم جائوك فاستغفرالله واستغفرلهم الرسول لوجدالله توابا رحيما"

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ تمام امت کے لئے بلکہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو' یارسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہوئے ہیں' ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا فرمایئے' شفاعت فرمائے' پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

میرے بھائیو! حج کے ایام میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوف عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے ایسا وقت نہیں ملے گا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ بے وقوفی کی وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت' کھانے پینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ دیکھو بے وقوفی مت کرو' اس وقت کو بے کار مشغلوں میں ضائع مت کرو' اللہ اللہ کرو' تسبیح پڑھو' تلاوت کرو' درود پڑھو' دعا کرو' جبل رحمت کے پاس جانا ضروری نہیں' میدان عرفا میں جہاں توبہ واستغفار کرو' بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت اور سیرت سے بیزار ہیں' داڑھی منڈواتے ہیں' حضور ﷺ نے حکم دیا ہے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ ایک مٹھی پکڑ کر کٹاتے تھے۔ ایک مٹھی سے کم کو کتروانہ صورت و سیرت محمدیہ سے نفرت کرنا ہے۔

دیکھو سکھ ایک بال پر قینچی نہیں لگاتے۔ شرم سے مر جانا چاہئے کہ مسلمان کو ایسا رسول ملا کہ کسی قوم کو نہیں ملا اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے رسول کی صورت اور سیرت سے بیزاری کا اظہار کرے:" قل ان كنتم تحبون الله فاتبعون يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفوررحيم"

محمد ﷺ جو محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کے اگر ان کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا تم محبوب بن جاؤ گے :" يحببكم الله "اللہ تمہارا عاشق بن جائے گا۔ تمہارا اپنا تم کو بہت محبوب ہے اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے سامنے آجائے تو بے اختیار تم کو اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کی صورت بناؤ سیرت اختیار کرو صورت اور سیرت کی تابعداری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔

بقیہ صفحہ 38 پر ملاحظہ فرمائیں

ایمان پرور یادیں

مولانا قاضی احسان احمد

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضؓ

<1>------سیدنا علی المرتضیٰؓ کے والد گرامی جناب ابو طالب (عبد مناف) اور آنحضرت ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ دونوں سگے بھائی تھے۔ یوں حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے سگے چچازاد بھائی ہیں۔

<2>------آنحضرت ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت وپرورش کا تمام تر اہتمام سیدنا علی المرتضیٰؓ کے والد گرامی جناب ابو طالب نے کیا۔ آپ ﷺ کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی مکہ کے بڑے بڑے سرداران قریش آپ ﷺ کے مخالف ہوگئے۔ ان کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود جناب ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ مکمل طور پر آپ ﷺ کی حمایت پر کمربستہ رہے۔

<3>------کفار مکہ نے جناب ابو طالب سے کہا کہ اپنے بھتیجا (محمد عربی ﷺ) سے کہیں کہ مال وزر، سرداری اور رشتہ تینوں میں سے جتنا جو فرمادیں پورا کرنے کے لئے تیار ہیں صرف ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں۔ جناب ابو طالب یہ تجویز لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا مال وزر، سرداری ورشتہ تو درکنار اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند لاکر رکھ دیں اور کہیں کہ تم اپنے مشن سے باز آجاؤ تو تب بھی مجھ سے اس کی توقع نہ رکھیں۔ آپ ﷺ کے اس عزم کے سامنے جناب ابو طالب نے ہتھیار ڈال دیئے اور کہا بھتیجے آپ حق کا اعلان کریں میرے جیتے جی آپ کو کوئی کچھ کہے تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس وقت ان حالات میں یہ نبوت کی اتنی بڑی خدمت ہے کہ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

<4>------شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کو محصور کیا گیا تو ابو طالب کے پورے خاندان نے اس زحمت کو آپ ﷺ کے ساتھ رہ کر برداشت کیا۔

<5>------ سیدنا علی المرتضیٰؓ چار سگے بھائی تھے۔ جعفرؓ، عقیلؓ، علیؓ اور طالب آخرالذکر کے علاوہ باقی تینوں نے شرف صحابیت پایا۔

<6>------ سیدنا علی المرتضیٰؓ آپ ﷺ کی بعثت سے تقریباً دس سال قبل پیدا ہوئے اس اعتبار سے سیدنا علی المرتضیٰؓ آنحضرت ﷺ سے تقریباً تیس برس عمر میں چھوٹے ہیں۔

<7>------ جناب ابو طالب عیالدار تھے آنحضرت ﷺ کی تجویز پر حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کی اور آنحضرت ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی یوں سیدنا علی المرتضیٰؓ کو اپنے بچپن سے نلے کر آپ ﷺ کے وصال مبارک تک تقریباً چھبیس ستائیس سال کا عرصہ آنحضرت ﷺ کی معیت میں دن رات صبح و شام گزرا اور یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

<8>------ آنحضرت ﷺ کے اعلان نبوت پر نو عمر حضرات میں سے سب سے پہلے ایمان لانے کا اعزاز سیدنا علی المرتضیٰؓ کو حاصل ہے۔

<9>------ آنحضرت ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو اپنے بستر پر اپنی نیابت و قرابت کا اعزاز حضرت علیؓ کو بخشا مکہ کے لوگوں کی جو امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں وہ ان کے سپرد کیں سیدنا علی المرتضیٰؓ نے صبح اٹھ کر وہ امانتیں حق داروں کو دیں اور دو چار روز بعد ہجرت کر کے مدینہ عازم ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ سے قبل قباء میں قیام فرمایا وہاں سے آپ ﷺ چلے تو سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ جا ملے یوں جس وقت آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قدم رنجہ فرمایا تو سیدنا صدیق اکبرؓ کے ساتھ ساتھ سیدنا علی المرتضیٰؓ کو بھی آپ ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔

<10>------ اسلام کا سب سے پہلا معرکہ جہاد جنگ بدر ہے کفار مکہ کی طرف سے مبازرت پر آپ ﷺ نے جن تین حضرات کو سب سے پہلے بھیجا وہ سیدنا علیؓ، سیدنا حمزہؓ، سیدنا عبیدہؓ تھے سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اپنے مقابل ولید کو کیفر کردار تک پہنچایا یوں اسلام کی تاریخ میں جہاد کا افتتاح ضرب حیدریؓ نے کیا۔

<11>------ آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں کوئی ایسا غزوہ نہیں جس میں سیدنا علی المرتضیٰؓ شریک نہ ہوئے ہوں سوائے غزوہ تبوک کے اس میں آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اپنی نیابت کے لئے سیدنا علیؓ کو خود مقرر فرمایا تھا اس پر سیدنا علیؓ کو جہاد میں شرکت سے محروم رہنے کا احساس تھا تو

آپ ﷺ نے ان کو لافانی اعزاز سے نوازا اس موقعہ پر فرمایا:

" اماترضی انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی"

﴿ترجمہ :اے علیؓ! آپ اس پر راضی نہیں کہ تمہاری میرے ہاں وہی منزلت ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کی تھی الا یہ کہ وہ (ہارون علیہ السلام) نبی تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

<12>------مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ نے اپنی پیاری اور سب سے چھوٹی لخت جگر سیدہ فاطمہؓ کا نکاح سیدنا علیؓ سے فرمایا اس وقت سیدنا علیؓ کی عمر اکیس سے چوبیس اور سیدہ فاطمہؓ کی پندرہ سے انیس برس کے درمیان تھی۔

<13>------اس تقریب شادی کے منتظم اور نکاح کے گواہ سیدنا صدیقؓ، سیدنا فاروقؓ، سیدنا عثمان غنیؓ اور دیگر مہاجرین وانصار تھے۔ نبی علیہ السلام نے خود خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

<14>------سیدنا علی المرتضیٰؓ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد مسلمان ہوئیں۔ ہجرت کی آپ ﷺ کی مکہ مکرمہ میں انہوں نے بہت زیادہ خدمت کی تھی۔ ماں جیسا آپ کو پیار دیا تھا مدینہ طیبہ میں ان کے وصال پر آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک تبرک کے طور پر ان کے کفن میں شامل کی۔ جنازہ پڑھایا اور جنازے کے ساتھ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ قبر تیار ہونے پر قبر میں پہلے آپ ﷺ نے اتر کر جائزہ لیا پھر سیدنا علی المرتضیٰؓ کی والدہ کو سپرد خاک کیا گیا۔

<15>------حدیبیہ کا صلح نامہ لکھنے میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے نمائندگی سیدنا علی المرتضیٰؓ نے فرمائی۔

<16>------وصال نبوی پر آنحضرت ﷺ کے غسل مبارک وتیاری وغیرہ کے تمام امور کی نگرانی سیدنا علی المرتضیٰؓ نے فرمائی اور لحد مبارک میں آپ ﷺ کو اتارنے والوں میں سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی شامل تھے۔

<17>------سیدنا صدیقؓ، سیدنا فاروقؓ، سیدنا عثمانؓ کے سیدنا علیؓ مشیر اور دست وبازو تھے اور یہ تینوں حضرات قدم قدم پر آپ کے مشوروں کو اہمیت دیتے تھے بلکہ بعض مواقع پر تو سیدنا فاروق اعظمؓ سے یہاں تک منقول ہے کہ :" لو لا علی هلك العمر"﴿ترجمہ :اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔﴾

<18>------ سیدنا علیؓ کے ہاں ان حضرات کے احترام کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے دین (نمازوں) کا ہمارا امام صدیقؓ کو بنایا ہم نے ان کو دنیا (خلافت) کا بھی امام بنالیا اور ایک بار مسجد نبوی سے گزر ہوا رمضان شریف کی تراویح ہو رہی تھی پورا مہینہ مسجد نبوی میں صف آراء تھا یہ رونق دیکھ کر فرمایا اللہ عمرؓ کی قبر کو اس طرح رونق بخشیں جس طرح وہ مسجد کو رونق بخش گیا۔ خلافت کے زمانہ میں کسی نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے پوچھا کہ حضرات ثلاثہؓ کے زمانہ میں فتوحات ہوئیں آپ کے زمانہ میں کیوں نہیں ہوئیں فی البدیہہ فرمایا کہ ان کا مشیر میں تھا میرے مشیر تم ہو۔

<19>------ ۳۵ھ میں مسند آرائے خلافت ہوئے سیدنا معاویہؓ کا نزاع ہوا روم کے بادشاہ نے سیدنا معاویہؓ کو خط لکھا کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے خلاف جنگ کے لئے میں آپ کی معاونت کے لئے تیار ہوں جواب میں سیدنا معاویہؓ نے فرمایا رومی کتے تمہیں یہ لکھنے کی جرات کس طرح ہوئی تو اگر میلی آنکھ سے سیدنا علیؓ کی طرف دیکھے گا تو میں سیدنا علیؓ کی فوج کا سپاہی بن کر تیرا مقابلہ کروں گا۔

<20>------ خیبر کا قلعہ فتح نہ ہو رہا تھا آپ ﷺ نے میدان جنگ میں فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ ورسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے دن یہ اعزاز سیدنا علیؓ کو نصیب ہوا اور ان کی ضرب حیدریؓ سے قدرت نے خیبر کی فتح کا اعزاز آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کو بخشا۔

<21>------ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک مہم پر سیدنا علیؓ کو آپ ﷺ نے بھیجا واپسی میں کچھ تاخیر ہو گئی تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک علیؓ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔

<22>------ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے لوگوں میں سے سب سے بد بخت وہ تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تھا آخری لوگوں میں سب سے بدبخت وہ ہو گا جو علیؓ کو قتل کرے گا۔ یہ بد نصیبی ابن ملجم ملعون کے حصہ میں لکھی تھی۔

<23>------ آنحضرت ﷺ کے شمائل مبارک کی سب سے زیادہ جامع و مکمل تفصیل سیدنا علی المرتضیٰؓ سے نقل کی گئی ہے۔ اس پر احادیث کتب دال ہیں۔

<24>------ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ۵۸۶ھ احادیث مبارکہ کا ذخیرہ آنحضرت ﷺ سے

نقل فرمایا ہے۔

<25>------صحابہ کرامؓ میں سے سب سے اچھے خطیب اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے آپ تھے۔ کیوں نہ ہوتا کہ آخر آپ ﷺ نے ہی اقضاء ھم علی کا ان کو اعزاز بخشا تھا۔

<26>------دو شخص کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں تیسرا آدمی آکر شامل ہو گیا جب کھانا کھا چکے تو تیسرے آدمی نے پہلے دو آدمیوں کو آٹھ درہم دیئے جن کی پانچ روٹیاں تھی انہوں نے تین روٹیوں والے کو کہا کہ تین درہم آپ رکھ لیں پانچ مجھے دے دیں لیکن تین روٹیوں والے کا خیال تھا کہ چار چار درہم برابر تقسیم ہوں۔ فیصلہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس آیا آپ نے تین روٹیوں والے کو فرمایا کہ اپنے بھائی کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ اور تین درہم لے لو۔ انہوں نے کہا نہیں آپ فیصلہ کریں تو آپ نے فرمایا کہ ایک درہم تیرا حصہ ہے سات درہم پانچ روٹیوں والے تیرے بھائی کے ہیں یہ چلایا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر روٹی کے تین حصے کر لو تیری تین روٹیوں کے نو حصے ہوئے اور پانچ روٹیوں والے کی روٹیوں کے پندرہ حصے ہوئے کل چوبیس حصے ہوئے تم تینوں میں سے ہر ایک نے برابر برابر آٹھ آٹھ حصے کھائے تو تین روٹیوں والے نے اپنے نو حصوں میں سے آٹھ خود کھائے ایک حصہ روٹی کا تیسرے کو دیا پانچ روٹیوں والے کو سات درہم ملیں گے سچ ہے کہ علیؓ علم و حکمت کے بادشاہ تھے۔

<27>------خوش مزاج بھی تھے ایک بار چند صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے ساتھ کھجوریں کھا رہے تھے۔ آپ نے کھجوریں کھا کر گٹھلیاں سیدنا علیؓ کے سامنے رکھ دیں جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ گٹھلیاں دیکھو کس کے آگے زیادہ ہیں وہ سیدنا علیؓ کے سامنے زیادہ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ نے سب سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔ سیدنا علیؓ نے فی البدیہہ فرمایا کہ ان کے متعلق کیا خیال ہے جو گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھا گئے۔ اس ظرافت پر تمام صحابہ کرامؓ اور آنحضرت ﷺ مسکرا دیئے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے سامنے گٹھلیاں نہ تھیں کیونکہ آپ ﷺ نے گٹھلیاں سیدنا علیؓ کے سامنے رکھ دی تھیں۔

<28>------ایک دفعہ کسی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں نے فلاں سے بدکاری کی اب یہ خواب کی بات ہے جو صحبت نہ تھی فوراً فرمایا کہ جس کو بدکاری کرتا دیکھا ہے اسے دھوپ

میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو درے مارو۔ سب اس ظرافت پر مسکرا دیئے۔

<29>------بہت بڑے عابد وزاہد تھے نقشبندیہ ٗسہروردیہ ٗچشتیہ ٗقادریہ ٗتصوف کے چاروں سلسلوں کی ابتداء آپ سے ہوتی ہے اگر یہ چاروں تصوف کے سلسلوں والے عابد وزاہد ہیں تو سیدنا علیؓ اس پورے خانوادہ کے امام عالی مقام ہیں۔

<30>------ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جن سے ایک گروہ یہود نے مخالفت کر کے تباہی حاصل کی اور دوسرے گروہ مسیحیوں نے محبت میں غلو کر کے تباہی حاصل کی آپ کی وجہ سے بھی ایسے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کی مخالفت میں خوارج اور ان کی محبت میں غلو کر کے روافض جادہ حق سے دور جاگرے۔

<31>------ رحمت دو عالم ﷺ کی نرینہ اولاد بچپن میں وصال فرما گئی۔ اس دنیا میں سیدہ فاطمہؓ کے بطن سے پیدا ہونے والے سیدنا حسنؓ اور حسینؓ آپ ﷺ کے نواسے ہونے کے ناطے آپ ﷺ کی نشانیاں ہیں اور یہ دونوں سیدنا علیؓ کے لخت جگر ہیں۔

<32>------ سیدنا صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر آپ ﷺ ہجرت کی رات سوار ہوئے اور فتح مکہ کے دن کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے ومٹانے کے لئے سیدنا علیؓ آپ ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوئے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے نبوت کو دوش پر سوار کر کے اور سیدنا علیؓ نے دوش نبوت پر سوار ہو کر دونوں نے اپنی اپنی جگہ اعزاز پایا۔

<33>------ سیدنا حسنؓ کو مدینہ کے بازار میں اور سیدنا علیؓ کو حرم کعبہ میں آپ ﷺ نے اپنے دوش نبوت پر سوار کر کے بیٹے اور باپ کو یا نواسے اور داماد کو لازوال اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

<34>------ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ساری زندگی فقر وفاقہ میں گزاری جب کوفہ میں تشریف لے گئے عالیشان محلات کی رہائش کی پیشکش کو ٹھکرا کر میدان میں خیمہ زن ہوئے۔

<35>------ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے محبت ایمان اور سیدنا علی المرتضیٰؓ سے بغض منافقت کی نشانی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ۳۵ھ میں خلافت سنبھالی تھی اس لئے میں بھی ۳۵ کے عدد پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

مولانا غلام مصطفیٰ کا چناب نگر وگردونواح کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے چناب نگر' لالیاں' احمد نگر' چاہ مخدوماں' ڈاور' برج بابل' 46 اڈا' چک 45' چھنی' قریشیاں پکھیاں کے علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا اور علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ درس قرآن ہوئے۔ مولانا نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے متعلق آگاہ کیا اور بتایا کہ ضلعی امن کمیٹی جھنگ میں ڈپٹی کمشنر ایس ایس پی اور علماء کرام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا اور انہیں یہ بتایا کہ قادیانی آرڈیننس 1984ء کی خلاف ورزی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ چناب نگر میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال اور جلسے کی تیاری اور مسلمانوں میں اشتعال کی پوری تفصیل انتظامیہ کے سامنے پیش کی جس کے بعد ضلعی انتظامیہ نے یقین دہانی کرائی کہ قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی اور آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اپنے خطاب میں مولانا نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی اپنے اخبار الفضل اور رسائل میں چناب نگر کی بجائے ربوہ لکھ کر قانون کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ لہٰذا انہیں پابند کیا جائے کہ وہ چناب نگر لکھا کریں بصورت دیگر ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے اور رسائل کو ضبط کیا جائے۔

چناب نگر میں روزنامہ جنگ کا نمائندہ تبدیل کیا جائے

چناب نگر میں روزنامہ جنگ کا نمائندہ قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ قادیانیوں کی جانب داری کرتا ہے۔ جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے چیف ایڈیٹر جناب میر شکیل الرحمٰن سے مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر میں مسلمان نمائندہ نامزد کرکے اعلیٰ صحافتی اقدار کی پاسداری کی جائے اور مسلمانوں کی پریشانی کو ختم کیا جائے۔

ختم نبوت کانفرنس چک L 55/12

چیچہ وطنی (نمائندہ ختم نبوت) چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 55/12.L میں کافی عرصہ سے قادیانیوں کی سرگرمیاں جاری تھیں اور قادیانیوں کے بااثر ہونے کے ناطے گاؤں کے غریب مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے پریشان تھے۔

اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نے مذکورہ گاؤں کا دورہ کیا اور گاؤں کی مسجد میں ختم نبوت کے عنوان سے خطاب کیا۔ مولانا عبدالحکیم کے خطاب کے بعد قادیانی گروہ کے بااثر زمینداروں کو زبردست دھچکہ لگا تو قادیانیوں نے تھانہ غازی آباد کے ایس ایچ او ملک اسلم سے ملی بھگت کر کے گاؤں کے مسلمانوں بالخصوص امام مسجد کو پولیس کے ذریعے ہراساں کرنا اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت پر مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے ناظم قاری زاہد اقبال' حافظ حبیب اللہ چیمہ نے پولیس تھانہ غازی آباد کے ایس ایچ او کے خلاف احتجاج کیا اور قومی اخبارات میں صورتحال کی سنگینی اور آنے والے حالات کا ذمہ دار پولیس تھانہ غازی آباد کو قرار دیا اور واضح کیا کہ اگر مذکورہ گاؤں میں امام مسجد یا دیگر مسلمانوں کو پریشان کیا گیا تو پھر ضلعی انتظامیہ پر ہوگی۔

اس واقعہ کے بعد مذکورہ گاؤں میں جنوری 2000ء کو ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا' مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ' جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالباقی' سپاہ صحابہ کے مولانا طالب حسین' مولانا محمد ریاض اور مفتی عثمان غنی نے عقیدہ ختم نبوت پر مدلل خطاب کیا۔ مقررین نے قادیانیوں اور مقامی انتظامیہ پر واضح کیا کہ اگر گاؤں کے امام مسجد یا دیگر مسلمانوں کو پریشان کیا تو پھر قادیانیوں کا ناطقہ بند کر دیا جائے گا۔

قبل ازیں دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی سے قاری زاہد اقبال اور حاجی محمد ایوب اور دفتر مجلس احرار اسلام سے عبداللطیف خالد چیمہ اور قاری محمد قاسم کی قیادت میں کارکنوں کے قافلے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں گاؤں کے حافظ سعید احمد' خلیل احمد اور محمد طاہر نے بھرپور تعاون کیا۔

یوم احتجاج

ساہیوال (پ ر) ضلع ساہیوال میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی اور اشتعال انگیز کاروائیوں اور سرکاری انتظامیہ کی مسلسل چشم پوشی کے خلاف کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر گذشتہ روز ضلع بھر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ اس موقع پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے اپنے خطبات و خطابات جمعتہ المبارک میں احتجاجی تقاریر کے علاوہ مذمتی قرار دادیں منظور کروائیں۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے صدر مولانا عبدالرشید راشد' مرکزی جامع مسجد عیدگاہ کے مولانا عبدالستار' جامعہ فریدیہ کے صاحبزادہ مظہر فرید شاہ' جامعہ البدر کے پرنسپل علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' جامع مسجد مہاجرین کے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد اسحٰق' مسجد قبا کے مفتی ولایت اقبال' مسجد فاروق اعظمؓ کے قاری منظور احمد طاہر' جامعہ رشیدیہ کے مولانا عبدالهادی' مسجد امیر معاویہ کے مولانا محمد شفیع قاسمی' مولانا سید انعام اللہ شاہ بخاری' قاری محمد احمد رشیدی' قاری عبدالجبار' قاری محمد یحییٰ' قاری عبدالغنی' مولانا نور محمد' قاری محمد انوار الحق' مولانا سخی محمد' جامع مسجد چیچہ وطنی کے خطیب مولانا محمد ارشاد' مولانا محمد نذیر' قاری عبدالرحمٰن' مولانا محمد ہاشمی' مولانا فقیر اللہ' قاری زاہد اقبال' مولانا عبدالباقی' مولانا منظور احمد' مولانا غلام نبی معصومی' مولانا محمد طاہر' قاری محمد وسیم سمیت دو سو سے زائد مساجد کے علماء کرام اور خطباء نے اپنی اپنی مساجد میں خطاب کرتے ہوئے حکومت کو انتباہ کیا کہ وہ اپنی صفوں سے اسلام و ملک دشمن اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ قادیانی گروہ کو الگ کر دے ورنہ اس مسئلہ پر تحریک کا آغاز ضلع ساہیوال سے ہوگا اور بغیر کسی مصلحت کے ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا جائے گا۔ علماء کرام نے کہا کہ فوجی حکومت کے آنے کے بعد قادیانیوں اور این جی اوز کی ریشہ دوانیوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے اور قادیانی گروہ ملک بھر میں اشتعال انگیز کارروائیوں میں مصروف ہے۔ علماء کرام نے اپنے خطبات میں کہا کہ موجودہ حکومت میں کئی اہم ترین عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کیا گیا ہے۔ علماء نے مزید کہا کہ 1984ء میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے استاد اور مجلس احرار اسلام کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی قادیانیوں کے ہاتھوں شہادت کے بعد شہداء ختم نبوت چوک (مشن چوک) ساہیوال کے قریب میں قادیانی عبادت گاہ کو سیل کر دیا گیا تھا۔ بعض افراد سے کھلوانے کی سازش کرتے ہوئے ساہیوال کے امن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم کسی طور پر یہ سازش

کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ علماء کرام نے کہا کہ ضلع ساہیوال میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں ہورہا اسلامی علامات واصطلاحات کے استعمال سے قادیانیوں کو نہیں روکا جارہا چکوک نمبر 6/11L 30/11L 137/9L 55/12L 37/12L 138/9L اور قیادت آباد چیچہ وطنی میں مرزائیوں کی اشتعال انگیز اور خلاف قانون ارتدادی کارروائیوں اور امن دشمن سرگرمیوں کا نوٹس نہ لیا گیا تو ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

اظہار تعزیت

مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں حافظ عبدالرشید چیمہ' قاری زاہد اقبال' حاجی محمد ایوب' مولانا عبدالباقی' حافظ حبیب اللہ چیمہ' مولانا عبدالحکیم' محمد بلال بٹ' قاری محمد شہباز' قاری حبیب الرحمن اور دیگر کارکنوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا جمال اللہ الحسینیؒ اور مولانا عبدالحی بہلویؒ کے انتقال پر تعزیت کیا اور مشترکہ اجلاس میں قرارداد تعزیت پاس کی اور مرحومین کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے زیر اہتمام ایک اہم اجلاس زیر صدارت مقامی امیر جناب حکیم عبدالواحد بروھی صاحب ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری امیر احمد سومرو کی تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ اجلاس میں مرزائیوں کی سرگرمی کا جائزہ لیا گیا اور مزید نگاہ رکھنے کا عہد لیا گیا اور اس اہم دینی فریضہ کو احسن طریق سے ادا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اجلاس میں عظیم دینی شخصیت حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی مرحوم کی اچانک وفات پر گھہرے دکھ کا اظہار کیا گیا اور ان کی دینی محاذ پر 35 سالہ خدمات کو سراہا گیا اور مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت بھی کی گئی اور ان کے لواحقین عزیز واقارب کے غم میں برابر کے شریک رہنے کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں ممبروں نے بڑھ چڑھ کر شرکت فرمائی۔ جس میں حضرت مولانا محمد عمر صاحب' مولانا نعمت اللہ شیخ صاحب' حافظ ظہور احمد صاحب' ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب' مقامی جنرل سیکرٹری عبدالسمیع صاحب' جناب عبداللطیف صاحب' پروفیسر منظور احمد شیخ صاحب' حافظ گل محمد صاحب' جامع مسجد رحمانیہ کے متولی الحاج عبداللہ شیخ صاحب' ختم نبوت کے مبلغ مولانا خان محمد کندھانی ودیگر احباب نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی یہ اجلاس ایک گھنٹہ جاری رہنے کے بعد دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوا۔

قاری عبدالرحیم رحیمی انتقال کر گئے

خانقاہ سراجیہ کے پرانے مدرس حضرت قاری رحیم بخش ؒ کے شاگرد قاری عبدالرحیم رحیمی صاحبؒ 15 رمضان المبارک کو انتقال کر گئے۔ قاری صاحب ایک طویل عرصہ خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدرسہ میں حفظ کلاس کے مدرس رہے اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نماز تراویح کی امامت کراتے تھے۔ کئی سال سے دمہ کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ آخر وقت اجل آگیا حضرت اقدس دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی خانقاہ سراجیہ کے متوسلین اور قاری صاحب کے لاتعداد شاگردوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور خانقاہ سراجیہ کے قبرستان میں حضرت حافظ احمد دینؒ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا عبدالخبیر ہزاروی کو صدمہ

جامع مسجد گولارچی کے خطیب مولانا عبدالخبیر ہزاروی کے والد جو ایک طویل عرصہ سے فالج کے عارضہ میں مبتلا تھے گذشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ ان کو ان کے آبائی گاؤں کالاڈھاکہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے احباب سے مرحوم کی بلندی درجات کی دعا کرنے کی درخواست کی ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ملک بھر کے مبلغین مجلس اور جماعت کے زیر اہتمام چلنے والے دینی مدارس کے اساتذہ سے فرمایا ہے کہ وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا عبدالحی بہلویؒ، مولانا اہل اللہ الحسینیؒ کے لئے ختم قرآن کر کے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔

تبصرہ کتب

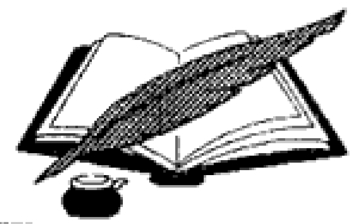

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب	:	مولانا وحید الدین خان ' اسلام دشمن شخصیت
ترتیب	:	محمد متین خالد
صفحات	:	342
قیمت	:	200/-
پبلشرز	:	علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور

زیر نظر کتاب متنازعہ بھارتی مصنف مولانا وحید الدین خان کی بدنام زمانہ ' گستاخ رسول ' ملعون سلمان رشدی کے دفاع میں لکھی جانے والی تحریروں کا علمی محاسبہ ہے۔ یہ کتاب دنیا کے جید علماء ودانشوروں کی فکری ' تاریخی اور تحقیقی تحریروں کا نچوڑ ہے۔

منکر جہاد وحید الدین خان "چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر" کی اعلیٰ مثال ہیں۔ وہ شروع میں ایک سکالر کے طور پر ابھرے اور پھر بکاؤ مال بن کر اسلام کی اخلاقی اقدار سے انحراف کر گئے۔ یہود و ہنود نے اس دانش فروش کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خود غرضی ' لالچ اور شکم پروری نے انہیں عالمی کفر کا متحرک کارندہ بنادیا۔ اب ان کا بے لگام قلم دلکش لفظوں ' عوامی اسلوب اور آسان زبان کی مدد سے شعائر اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرتا ہے اور اسلامی مقدس شخصیات کا تمسخر اڑاتا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دنیا بھر کی تمام اسلام دشمن تحریکیں بھاری اخراجات سے انہیں اپنے مذموم پروگراموں میں مدعو کرتی ہیں ' انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے اور پھر میڈیا کے زور پر ان کے موقف کو پوری دنیا میں پھیلا کر اسلام کی تضحیک اور مسلمانوں کی رسوائی کا سامان پیدا کیا جاتا ہے۔

وحید الدین خان کبھی حضور نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں ' کبھی وہ شان رسالت ﷺ میں توہین کرنے والے کو "آزاد تحریر و تقریر" اور "حقوق انسانی" کے تحت نظر انداز کر دینے کا فتویٰ سناتے ہیں۔ کبھی وہ بھارت میں بابری مسجد کے انہدام اور فرقہ وارانہ فسادات کا ذمہ دار صرف اور صرف مسلمانوں کو ٹھہراتے ہیں ' کبھی وہ مولانا محمد علی جوہر ' علامہ اقبال ' الطاف حسین حالی ' سید

عطاء اللہ شاہ بخاری اور قائداعظم محمد علی جناح ایسے جید راہنماؤں پر تنقید و استہزاء کرتے ہیں' کبھی وہ کشمیر' فلسطین' بوسنیا' کوسوو' چیچنیا اور اریٹیریا میں مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو ناپسندیدہ اور قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں' کبھی وہ دشمنان اسلام راجپال' مرزا قادیانی' سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین وغیرہ کی دل آزار اور اشتعال انگیز تحریروں کے خلاف جدوجہد کو وحشیانہ اور مجنونانہ قرار دیتے ہیں' کبھی وہ غازی علم الدین ایسے شہیدان ناموس رسالت کا تمسخر اڑاتے ہیں' کبھی وہ تقسیم پاکستان کو غلط قرار دیتے ہیں' کبھی وہ اکھنڈ بھارت کا مژدہ سناتے ہیں' کبھی وہ جہاد کے اسلامی تصور سے انکار کرتے ہیں اور اسے خودکشی کا نام دیتے ہیں۔ ملعون زمانہ سلمان رشدی اور اس قبیل کے دیگر مسیلمہ کذابوں' راجپالوں اور قادیانیوں کے دفاع میں انہوں نے "شتم رسول کا مسئلہ" نامی کتاب لکھ کر اپنے چہرے پر ایسی کالک اور پھٹکار مل لی ہے جس کو سات سمندروں کا پانی بھی نہیں دھو سکتا۔ اسلام کے طے شدہ مسائل میں التباس اور مغالطے پیدا کرنا ان کی ڈیوٹی ہے۔

حال ہی میں حکومت پنجاب نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور امن وامان کی صورت حال کے پیش نظر وحید الدین خان کی اس متنازعہ کتاب "شتم رسول کا مسئلہ" کی اشاعت اور فروخت پر پابندی عائد کرتے ہوئے اس کی تمام کاپیاں فوری طور پر ضبط کرلی ہیں جس پر پنجاب حکومت' بالخصوص محکمہ داخلہ پنجاب خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ پنجاب حکومت کے اس تاریخی فیصلہ کی روشنی میں دیگر صوبے اور بالخصوص وفاقی وزارت داخلہ بھی اس کتاب پر پابندی عائد کرکے مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرے گی۔

محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے اس کتاب پر اپنے مقدمہ میں بجا طور پر لکھا ہے کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وحید الدین خان کی تحریروں سے جو اسلحہ اسلام دشمن لادینی قوتوں کو فراہم کیا جارہا ہے۔ اس کو پوری قوت کے ساتھ نمٹنے کے لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو ہر پہلو سے گمراہ مصنف کے افکار پریشان کو ضرب کلیمانہ سے پیوند زمین کردے' سو شکر ایزد کہ اس کتاب نے نام نہاد مولانا وحید الدین کے طرۂ پر پیچ و خم کا بھرم کھول دیا ہے۔ اگر اس کتاب کے تمام عنوان ہی ایک دفعہ غور سے دیکھ لئے جائیں تو وہ بھی وحید الدین خان کے خدوخال نمایاں کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ہر مضمون اپنی افادیت کے لحاظ سے نہایت اہم ہے۔ سارے مضمون ہی اس لائق ہیں کہ ان سب کو پڑھا

جائے جس سے موصوف کا اصلی چہرہ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ تمام صاحبان مضمون اور مولف کتاب جناب محمد متین' خالد ملت اسلامیہ کی جانب سے مستحق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے دین و ملت کے خلاف سازش کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے بروقت دانشمندانہ اقدام کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا فکر انگیز دیباچہ بھی قابل مطالعہ ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے محبان اسلام ''فتنہ وحید الدین''کو اچھی طرح جان سکیں گے اور اس کی سرکوبی کے سلسلہ میں اپنا فریضہ سرانجام دیں گے۔ امت مسلمہ کی بیداری کی وجہ سے انشاءاللہ ''فتنہ وحید الدین'' ہر محاذ پر ناکام و نامراد ہوگا۔ تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ خون دل میں انگلیاں ڈبو کر لکھا گیا ہے۔ ہماری نظر میں یہ کتاب اسلام اور پاکستان سے محبت کرنے والوں کے لئے اہم دستاویز ہے جس کا مطالعہ ایمان کو ایک نئی جلا بخشتا ہے۔

نام کتاب	:	خطبات ختم نبوت جلد سوم
ترتیب	:	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
صفحات	:	400
قیمت	:	100/- ڈاک خرچ 20/- روپے۔وی پی نہ ہوگی۔
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

زیر نظر کتاب خطبات ختم نبوت کی تیسری جلد ہے۔ برصغیر پاک وہند کے نامور علماء' شعلہ بیان خطباء کے مواعظ وارشادات کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا آغاز جمعیت علماء ہند کے جنرل سیکرٹری سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ کے خطاب سے کیا گیا ہے جبکہ کتاب میں مجلس احرار اسلام کے نامور قائدین شیخ حسام الدینؒ' ماسٹر تاج الدین انصاریؒ' مجلس احرار کے عظیم خطیب اور بریلوی مکتب فکر کے مشہور شیخ طریقت صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ شاہ آلو مہار شریف جمعیت علماء پاکستان کے بانی مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ' مشہور اہل حدیث عالم دین اور نامور خطیب حکیم عبدالرحیم اشرفؒ' جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ' مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ' شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نامور راہنما مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا عبدالرحمن میانویؒ' مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ' سپاہ

بقیہ صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں

بچوں کا صفحہ

مرزائیوں کے بڑوں کے لیے

اشتیاق احمد

دعویٰ

ہم ایک بات دعوے سے بلکہ دھڑلے سے کہہ سکتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک مرزائی بھی اپنے جھوٹے نبی کی سنتوں پر عمل نہیں کرتا.... کرنا تو رہا در کنار' وہ ان سنتوں کو مانتا بھی نہیں.... ماننا تو رہا در کنار.... وہ تو ان سنتوں کو دوسروں کی زبانی سنتے ہوئے بھی شرماتا ہے.... اور ان کی بے عقلی کی داد دینا پڑتی ہے کہ پھر بھی ایسے شخص کو نبی مانتے چلے آرہے ہیں۔

مثال کے طور پر' بات کو واضح کرنے کے بعد چند ایک ایسی مرزا قادیانی کی سنتوں کا ذکر کیے دیتا ہوں.... تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

1۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی آج تک جیب میں اینٹ رکھ کر نہیں سویا ہوگا۔

2۔ ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی نے آج تک سرکنڈے سے مرغی ذبح نہیں کی ہوگی اور اگر مشکل سے فرض کرلیں کہ کسی نے اس سنت پر عمل کرنے کی کوشش کی ہوگی تو اس نے اپنی انگلی تو ہرگز نہیں کاٹی ہوگی۔

3۔ کسی مرزائی نے آج تک دایاں جوتا بائیں پاؤں میں اور بایاں جوتا دائیں پاؤں میں ہرگز نہیں پہنا ہوگا۔

4۔ کسی مرزائی نے اپنی اچکن' شیروانی یا قمیض کے بٹن بے ترتیب نہیں لگائے ہوں گے۔

5۔ کسی مرزائی نے ایک دن میں سوبار پیشاب کرنے کا تجربہ نہیں کیا ہوگا۔

6۔ کسی مرزائی نے خود کو کرم خاکی کے طور پر آج تک متعارف نہیں کرایا ہوگا.... یعنی کسی دوسرے انسان سے ملتے وقت اس نے یہ نہیں کہا ہوگا کہ میں ہوں کرم خاکی۔

7۔ کوئی مرزائی ازار بند کے ساتھ چابیوں کا چھلا باندھ کر نہیں پھرا ہوگا آج تک۔

8۔ کسی مرزائی نے آج تک راکھ سے روٹی نہیں کھائی ہوگی.... پوری روٹی تو کیا.... ایک لقمہ بھی راکھ سے نہیں کھایا ہوگا۔

9۔ کسی مرزائی نے آج تک کوشش کے باوجود اتنے جھوٹ نہیں بولے ہوں گے جتنے مرزا نے اپنی زندگی میں بولے۔

اگر کسی مرزائی کو یہ دعویٰ ہے نہیں صاحب! یہ تمام باتیں حرف غلط کی طرح غلط ہیں.... بلکہ مرزائی تو ان تمام سنتوں پر برابر عمل کرتے ہیں تو وہ اپنا یہ اقرار لکھ کر ارسال کریں.... اور اگر ایک مرزائی بھی ایسا نہیں ہے جو ان سنتوں پر عمل کرتا ہو تو ہمارا مرزائیوں سے سوال ہے کہ کیوں وہ اپنے نبی کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے.... نہیں کرتے تو انہیں مرزائی کہلانے کا کیا فائدہ۔

کچھ تو کہیے....

دنیا بھر کے مناظرین و مبلغین اور فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنیوالوں کیلئے خوشخبری

قادیانی شبہات کے جوابات

مسئلہ ختم نبوت ' رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہ کے علماء و اہل قلم نے گرانقدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آب دار مالا تیار کر دی گئی ہے۔ اس نئی ترتیب میں جدید و قدیم قادیانی اعتراضات کے جامع و مانع مسکت ' دندان شکن جوابات جمع کر دیے گئے ہیں۔

خصوصیات

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بد دین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیاتؒ کی عمر بھر کی ریاضت و فتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

د...... پیر مہر علی شاہ گولڑوی ' مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ' مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ ' مولانا محمد چراغؒ ' مولانا محمد سلیم دیوبندیؒ ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ' مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ ' مولانا عبداللہ معمارؒ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا گیا ہے۔

ھ...... مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا ' اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی ' مولانا عبدالرحیم اشعر ' مولانا خدا بخش ' مولانا جمال اللہ ' مولانا منظور احمد ' مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا ' مطبوعہ یا مخطوط جو بھی میسر آیا موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

الحمدللہ ! اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو گئی ہے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے شائع ہو گیا ہے۔ قیمت 60 روپے بذریعہ ڈاک 80 روپے وی پی نہ ہو گی۔

نوٹ: پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز ہوا تھا مگر اب " قادیانی شبہات کے جوابات رکھا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ : ناظم دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ' فون 514122

Manthly Laulak Multan Regd.No.M-108

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
* یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ سے ایک کلاس جاری کی جارہی ہے۔ یہ کلاس ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ کو اختتام پذیر ہوگی۔
* جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
* کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدا میں سندیافتہ ہونا ضروری ہے۔
* ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
* امتحان پاس کرنے والے حضرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ میں بطور مبلغ کے بھی رکھا جاسکتا ہے۔
* جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
* تعلیم یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122